ماہنامہ انصار اللہ

روزہ کی اہمیت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔خدا تعالیٰ کی ہی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہیئے ۔خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے،تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے پس میرے نزدیک خوب ہے کہ دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم اگلے سال زندہ ہوں یا نہ۔یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا.......

جو شخص روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا۔اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 561-563)

ستمبر 2009ء
تبوک 1388 ھش

ایڈیٹر: نصیر احمد انجم

گوہرِ شب چراغ بن

ذکرِ خدا پہ زور دے ظلمتِ دل مٹائے جا
گوہرِ شب چراغ بن ، دنیا میں جگمگائے جا

دوستوں دشمنوں میں فرق دابِ سلوک یہ نہیں
آپ بھی جامِ مے اُڑا غیر کو بھی پلائے جا

خالی امید ہے فضول سَعی عمل بھی چاہیئے
ہاتھ بھی تُو ہلائے جا آس کو بھی بڑھائے جا

جو لگے تیرے ہاتھ سے زخم نہیں علاج ہے
میرا نہ کچھ خیال کر زخم یوُنہی لگائے جا

مانے نہ مانے اس سے کیا بات تو ہوگی دو گھڑی
قصہّ دل طویل کر بات کو تو بڑھائے جا

کِشوَرِ دل کو چھوڑ کر جائیں گے وہ بھلا کہاں
آئیں گے وہ یہاں ضرور تُو انہیں بس بلائے جا

منزلِ عشق ہے کٹھن راہ میں راہزَن بھی ہیں
پیچھے نہ مُڑ کے دیکھ تو آگے قدم بڑھائے جا

عِشق کی سوزشیں بڑھا جنگ کے شعلوں کو دبا
پانی بھی سب طرف چھڑک آگ بھی تو لگائے جا

(کلام محمود صفحہ 197)

احمدی انصار کی تعلیم و تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: نصیر احمد انجم

تبوک 1430 ہش ستمبر 2009ء

جلد ----------------------- 50

شمارہ ------------------------- 9

فون نمبر 047-6212982۔ فیکس 047-6214631

ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

نائبین

- ریاض محمود باجوہ
- صفدر نذیر گولیکی
- محمود احمد اشرف

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ

دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)

سالانہ .... ڈیڑھ سو روپے

قیمت فی پرچہ .... 15 روپے

اس شمارہ میں

اداریہ 3-2

القرآن 4

حدیث نبویؐ 5

عربی منظوم کلام 6

فارسی منظوم کلام 7

اردو منظوم کلام 8

کلام الامام 9

رمضان المبارک 14-10

حضرت مصلح موعود کی شاعری 23-15

نظم دِل کا سورج 24

قرآن کریم ایک تعارف 36-25

نظم 37

نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم 2009ء 40-38

اداریہ

موت العالِم موت العالَم

26 اگست 2009ء کو حضرت مولانا دوست محمد شاہد مورخ احمدیت اس دارفانی سے کوچ کر کے خدا تعالیٰ سے جا ملے۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون**۔ مولانا موصوف کو 63 سال تک بھرپور دینی خدمات کی توفیق ملی، یہ خاص خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپکی خدمات کا طویل عرصہ انتہائی بھرپور اور فعال گزرا، آپ نے ٹھوس علمی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

تاریخ احمدیت کی بیس جلدیں آپ کی محنت شاقہ کا ثبوت ہیں۔ علاوہ ازیں چالیس کے قریب آپکی دیگر تصنیفات منظر عام پر آ چکی ہیں جن کو پڑھ کر آپ کے وسعت مطالعہ عمیق نگاہ اور تحقیقی ذہن کی عکاسی بڑی واضح ہوتی ہے۔

مختصر یہ ہے کہ حضرت مولانا موصوف اپنی ذات میں ایک انجمن تھے وہ ایک ادارہ تھے اور تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب تھے۔ خاکسار ذاتی تجربہ سے یہ عرض کرتا ہے کہ علم سے آپ کو محبت تھی اور یہ دولت آپ دوسروں میں تقسیم کرنے پر بھی آپ ہمیشہ کمر بستہ رہتے تھے۔

1988ء میں خاکسار جامعہ سے فارغ التحصیل ہوکر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مربی سلسلہ تعینات ہوا، وہاں کسی دوست سے تبادلہ خیال ہوا جس کے نتیجے میں مجھے شیعہ مسلک کے متعلق بعض حوالہ جات کی ضرورت محسوس ہوئی خاکسار ربوہ آیا اور حضرت مولانا سے ان کے دفتر میں ملاقات کی اور اپنا عندیہ بتایا جواباً اپنے جوشیلے انداز میں فرمایا یہ سب حوالے میرے پاس موجود ہیں' پھر استفسار فرمایا کہ آپ کہاں ٹھہرے ہیں میں نے کہا دارالضیافت میں فرمانے لگے شام کو میرا بیٹا آپ تک یہ حوالے فوٹوسٹیٹ کروا کے پہنچادے گا، میں نے عرض کیا کہ مولانا آپ مجھے ارشاد فرمائیں میں خود آپ کے گھر یا دفتر حاضر ہو کر لے جاؤں، لیکن بااصرار فرمایا کہ مربی صاحب آپ کو شام تک دارالضیافت میں حوالہ جات مل جائیں گے، میں مولانا کی سیرت کے اس پہلو پر غور کر کے اور دل ہی دل میں آپ کے لئے دعا کرتے ہوئے واپس آ گیا۔

شام کو برادرم مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب حوالے لئے ہوئے مجھے دارالضیافت میں آ کر ملے۔ حوالے مجھے تھماتے ہوئے کہنے لگے کہ مجھے اجازت دیں کیونکہ جب تک میں نے قبلہ والد صاحب کو جا کر نہ بتایا کہ یہ کام ہوگیا ہے تب تک انہیں

چین نہیں آئے گا میں نے شکریہ ادا کیا اور وہ رخصت ہوئے۔

قارئین کرام!! غور فرمائیے ایک جونیئر ترین مربی سلسلہ کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک مستند اور سینئر عالم دین کتنی شفقت کا اظہار کر رہا ہے۔ یقیناً یہ نظارہ الٰہی جماعتوں میں ہی نظر آ سکتا ہے۔ بہر حال اس واقعہ سے دل میں مولانا کی عظمت کئی گنا بڑھ گئی سچ ہے علم وہی بہتر ہے جو عمل کے سانچے میں ڈھلے اور عاجزی سکھائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

ایک عالم کی موت دراصل ایک عالم کی موت ہوا کرتی ہے لیکن زندہ قوموں کی یہ روایت بھی مسلمہ ہے۔

اذا سید منا خلا قام سید قئوول لما قال الکرام فعول

کہ جب کوئی سردار ہم میں سے فوت ہوتا ہے تو اسکے قول و فعل کا امین بنکر ایک دوسرا سردار کھڑا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کا نعم البدل جماعت کو عطا فرمائے (آمین)

☆☆☆

اعتذار

ماہنامہ انصاراللہ کے شمارہ مئی، جون، جولائی 2009ء (حضرت مصلح موعود نمبر) میں صفحہ نمبر 242 اور صفحہ نمبر 480 پر حضرت مصلح موعود کے دو مکتوبات شائع ہوئے ہیں جن کے متعلق غلطی سے غیر مطبوعہ لکھا گیا ہے۔
یہ دونوں مکتوب بالترتیب روزنامہ الفضل مورخہ 28 اپریل 1966ء اور روزنامہ الفضل فضل عمر نمبر مارچ 1966ء میں شائع شدہ ہیں۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔

(مدیر ماہنامہ انصاراللہ)

خریداران متوجہ ہوں

تمام خریداران سے درخواست کی جاتی ہے کہ آپ کا رسالہ بابت ماہ مئی جون جولائی جو کہ خاص نمبر بعنوان حضرت مصلح موعود تھا ناظمین اضلاع انصاراللہ کو بھجوا دیا گیا ہے۔ اور جن زعماء اعلیٰ کو رسالہ بھیجا جاتا ہے ان کو بھی بھجوا دیا ہے۔
آپ ان سے اپنا یہ خصوصی شمارہ وصول کر لیں

(مینیجر ماہنامہ انصاراللہ)

القرآن

نصرت الٰہی سے محرومی

لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا ﴿۲۳﴾

(بنی اسرائیل:23)

ترجمہ: تو اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا ورنہ تو مذمت کیا ہوا (اور) بے یارومددگا بیٹھا رہ جائے گا۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

☆ ☆ ☆

حدیث نبوی ﷺ

مہمان نوزی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسلَّم : اِنَّ مِنَ السُّنَّۃِ اَنْ یَّخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَیْفِہٖ اِلٰی بَابِ الدَّارِ

(ابن ماجه ابواب الاطعمه باب الضیافة)

ترجمہ۔حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سنت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ میزبان (اعزاز و تکریم کے ارادہ سے) مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک (الوداع کہنے) آئے۔

☆☆☆

عربی منظوم کلام

وَحُبُّ الْهَوَی وَاللّٰہِ صِلٌّ مُّدَمِّرٌ

أَطِعْ رَبَّکَ الْجَبَّارَ اَھْلَ الْاَوَامِرِ
وَخَفْ قَھْرَہُ وَاتْرُکْ طَرِیْقَ التَّجَاسُرِ

اپنے رب کی جو جبار اور احکام دینے کا حقدار ہے، اطاعت کر اور اس کے قہر سے ڈر اور بے جا دلیری کا طریق چھوڑ دے

وَکَیْفَ عَلٰی نَارِ النَّھَابِرِ تَصْبِرُ
وَاَنْتَ تَاَذّٰی عِنْدَ حَرِّ الْھَوَاجِرِ

اور تو جہنم کی آگ پر کیسے صبر کر سکے گا حالانکہ تو تو دوپہروں کی تپش سے بھی تکلیف محسوس کرتا ہے

وَحُبُّ الْھَوَی وَاللّٰہِ صِلٌّ مُّدَمِّرٌ
کَمَلْمَسِ اَفْعٰی نَاعِمٌ فِی النَّوَاظِرِ

اور ہوا و ہوس کی محبت، خدا قسم! ایک مہلک سانپ ہے جو سانپ کی کینچلی کی طرح بظاہر نرم دکھائی دیتی ہے

فَلَا تَخْتَرُوْا الطَّغْوٰی فَاِنَّ اِلٰھَنَا
غَیُوْرٌ عَلٰی حُرُمَاتِہٖ غَیْرُ قَاصِرِ

تم سرکشی اختیار نہ کرو کیونکہ ہمارا معبود اپنی حرمتوں کی حفاظت پر غیرت مند ہے اور کوتاہی کرنے والا نہیں

وَلَا تَقْعُدَنْ یَا ابْنَ الْکِرَامِ بِمُفْسِدٍ
فَتَرْجِعَ مِنْ حُبِّ الشَّرِیْرِ کَخَاسِرِ

اے بزرگوں کے بیٹے! مفسد کے ساتھ مت بیٹھ ورنہ تو شریر کی محبت کی وجہ سے خسارہ پانے والے کی طرح لوٹے گا

(القصائد الاحمدیہ جدید ایڈیشن صفحہ 214)

فارسی منظوم کلام

دوری وقریب تر زجاں ہم

اے دلبر و دلستان و دلدار
واے جان جہان و نورِ انوار

اے دلبر،محبوب اور دلدار۔ اے جہاں کی جان اور نوروں کے نور

لر زاں ز تجلّیت دل و جان
حیراں ز رخت قلوب و ابصار

جان و دل تیرے جلال سے کانپ رہے ہیں قلوب اور نظریں تیرے رُخ کو دیکھ کر حیران ہیں

در ذرات تو جُز تحیّر ے نیست
ہنگامِ نظر نصیب افکار !

تیری ذات کے بارے میں حیرت ہی حیرت ہے۔غور وفکر سے جب بھی دیکھا جائے

در غیبی و قدرتت ہویدا
پنہا نی و کارِ تو نمو دار!

تو آپ غیب میں ہے مگر تیری قدرت ظاہر ہے۔تو مخفی ہے مگر تیرے کام نمایاں ہیں۔

دوری قریب ترزجان ہم
نوری و نہاں تر ازشبِ تار

تو دور ہے مگر جان سے بھی زیادہ نزدیک ہےتو نور ہے،مگر اندھیری رات سے زیادہ پوشیدہ ہے۔

(درثمین فارسی مترجم صفحہ 146)

اردو منظوم کلام

معرفت حق

آواز آ رہی ہے یہ فونو گراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے
جب تک عمل نہیں ہے دلِ پاک و صاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بُت کے طواف سے
باہر نہیں اگر دلِ مردہ غلاف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ و جدال و خلاف سے
وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائیدِ حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں
دیں خدا وُہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
دیں خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا
جن کا یہ دیں نہیں ہے نہیں اُن میں کچھ بھی دم
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
وہ لوگ جو کہ معرفت حق میں خام ہیں
بُت ترک کر کے پھر بھی بُتوں کے غلام ہیں

(درثمین اردو مطبوعہ رقیم پریس لندن صفحہ 45)

کلام الامام

رعایت اسباب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب سے آزادی کے خیالات اور تعلیم نے دلوں اور دماغوں میں جگہ لی ہے اُس وقت سے بہت بگاڑ پھیلا ہے۔خیالات ایسے پراگندہ ہوئے ہیں کہ شریعت کو خود ترمیم کرلیا ہے۔دنیا کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے۔شریعت نے ایک حد تک رعایت اسباب کی اجازت دی ہے۔مثلاً اگر ایک قطعہ زمین کا ہو اور اُسے کاشت نہ کیا جاوے تو اُس کی نسبت سوال ہوگا کہ کیوں کاشت نہ کیا؟ مگر بہمہ وجوہ اسباب پر سرنگوں ہونا اور اُسی پر بھروسہ کرنا اور خدا پر توکل چھوڑ دینا یہ شرک ہے۔اور گویا خدا کی ہستی سے انکار۔اعایت اسباب اس حد تک کرنی چاہیئے کہ شرک لازم نہ آوے۔ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہم رعایت اسباب سے منع نہیں کرتے مگر اس پر بھروسہ کرنے سے منع کرتے ہیں۔دل با یار اور دست با کار والی بات ہونی چاہیئے ،لیکن حال میں دیکھا جاتا ہے کہ زبانوں پر تو سب کچھ ہے توکل بھی ہے۔توحید بھی ہے۔مگر دل میں مقصود بالذات صرف دنیا کو بنا رکھا ہے۔رات دن اسی خیال میں ہیں کہ مال بہت سا مل جاوے عزت دنیا میں حاصل ہو یہ لوگ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم زہر کھا رہے ہیں۔جس نے ہلاک کردینا ہے۔

ہماری شریعت اور ہمارا دین دنیا میں کوشش کرنے سے نہیں روکتے صرف اتنی بات ہے کہ دین کو مقدم رکھ کہ اگر کوشش کرے تو تلاش اسباب جُرم نہیں ہاں ایسے طور پر جسے خدا نے حرام ٹھہرایا ہے نہ ہو جیسے کہ رشوت اور ظلم وغیرہ سے روپیہ کمایا جاتا ہے۔اگر خدا کی راہ میں صرف کرنے ،اولاد پر خرچ کرنے اور صدقات وغیرہ کے لیے تلاش اسباب کی جائے تو حرج نہیں کیونکہ مال بھی تو ذریعہ قرب الٰہی ہوتا ہے مگر خدا کو بالکل چھوڑ دینا اور بالکل اسباب کا ہو رہنا یہ ایک جذام ہے اور جب تک کہ روح قبض نہ ہو جاوے اس کی خبر نہیں ہوتی۔خدا سے ڈرنا اور تقوٰی اختیار کرنا یہ بڑی نعمت ہے۔جسے حاصل کرنا چاہیئے اور متکبر گردن کش نہ ہونا چاہیئے''

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 473)

☆ ☆ ☆

رمضان المبارک ۔ روحانیت کا موسم بہار

برکات وفضائل

(عبدالقدیر قمر صاحب ربوہ)

رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان کیلئے وہ عظیم الشان تحفہ ہے جسمیں انسان زمینی نہیں رہتا بلکہ آسمانی بن جاتا ہے۔ وہ تمام کوتاہیوں اور کمزوریوں سے پاک صاف ہوکر ملائکہ سے ہمکلام ہو جاتا ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے حصول کا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ شرف انسانی کے قیام اور اخوت اور بھائی چارے کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ عبادت کی قبولیت اور ذکر الٰہی کی کثرت کا مہینہ ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں شیاطین کو جکڑ لیا جاتا ہے۔ دوزخ کے دروازے بند اور جنت کے دروازے ہر اُس شخص کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں جو رمضان کی کیفیات کو اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے۔ اور لباس تقویٰ سے ملبوس ہوکر اپنی زبان کو جھوٹ، فریب، غیبت اور سب وشتم سے محفوظ رکھتا ہے، اور اپنی آنکھ کو محرمات کے دیکھنے سے بچاتا ہے۔ اور اپنے کان کو لغویات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور اپنے ہاتھوں سے اپنے بھائیوں، ہمسائیوں، عزیزوں، اور دوستوں بلکہ تمام مخلوق کو تکلیف دینے سے بچاتا ہے۔ اور دراصل وہی شخص ہوتا ہے جو پاکیزگی اور طہارت اور نیکی و پارسائی کیطرف قدم بڑھاتا ہے تو اس کے لئے ابواب رحمت کھلتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے۔ اَنَا اَجزِی بِهٖ اس بندے کی جزا میں خود ہوں۔ رمضان کی شان اور عظمت جاننے کیلئے جب ہم کتب احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو وہاں ایک جامع و مانع روایت ہمیں ملتی ہیں۔

حضرت سلمان فارسی بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ کو ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں! ایک برکتوں والا مہینہ، جس میں ایک رات ایسی ہے جو ثواب وفضیلت کے لحاظ سے ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اُس رات کی عبادت کو افضل ٹھہرایا ہے اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اُسے نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا۔ اور جس نے اس مہینہ میں ایک فرض ادا کیا اُسے عام دنوں کے ستر فرض کے برابر ثوب ملے گا۔ یہ باہمی ہمدردی کا ایسا مہینہ ہے جسمیں مومن کے رزق کو بڑھایا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے تو یہ عمل اسکے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور اُسے آگ سے آزاد کیا جاتا ہے۔ اور اُسے روزہ دار کے برابر اجر دیا جاتا ہے۔ جبکہ روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ صحابہؓ نے عرض کیا! ہر ایک شخص کو یہ کہاں توفیق کہ وہ روزہ دار کی افطاری کروا سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ ہر اُس شخص کو دیتا ہے جو کسی روزہ دار کی افطاری دودھ کے ایک گھونٹ، کھجور سے یا پانی کی ایک گھونٹ سے کرواتا ہے۔ ہاں جو روزہ دار کو پوری طرح سیر کر کے پیٹ بھر کے کھانا کھلائے اُسے اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا شربت پلائے گا کہ اس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی حتی کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ یہ ایسا مہینہ ہے جسکی ابتدا نزول رحمت ہے۔ اور جسکا وسط مغفرت کا وقت ہے اور جسکا آخر جہنم سے آزادی کا زمانہ ہے۔ **(مشکوٰۃ کتاب الصوم)**

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے نہایت خوبصورت اور دلنشیں انداز میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور فرمایا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرتا ہے اور دوسروں کے بوجھ اٹھاتا ہے ان کے غم غلط کرتا ان سے ہمدردی اور غمخواری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بخشش کی رداء اُسے ڈھانپ لیتی ہیں اور جہنم سے آزادی کا پروانہ اسے تھما دیا جاتا ہے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ!

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کی وجہ تسمیہ اور حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت و تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق وشوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوتے ہیں، رمضان دعا کا مہینہ ہے **شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن** سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینے کو تنویر قلب کیلئے عمدہ لکھا ہے۔ اسمیں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ **(فتاویٰ احمدیہ)**

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں۔

یہاں پر جو شھر رمضان واسطے صیام کے اللہ تعالیٰ کے کلام میں مخصوص فرمایا گیا اس میں ایک عجیب سر ہے کہ مہینہ آغاز سنہ ہجری سے نواں مہینہ ہے۔

۱۔محرم ۲۔صفر ۳۔ربیع الاول ۴۔ربیع الثانی ۵۔جمادی الاول ۶۔جمادی الثانی ۷۔رجب ۸۔شعبان ۹۔رمضان؛

ظاہر ہے انسان کی تکمیل جسمانی شکم مادر میں نو ماہ میں ہی ہوتی ہے۔ اور عدد نو کا فی نفسہٖ بھی ایک ایسا کامل عدد ہے کہ باقی اعداد اس کے احاد سے مرکب ہوتے چلے جاتے ہیں لاغیر، پس اسمیں اشارہ اس امر کیطرف ہے کہ انسان کی روحانی تکمیل بھی اسی نویں مہینے رمضان میں ہونی چاہیئے۔ **(خطبات نور صفحہ 231)**

روزے کا آغاز سحری سے ہوتا ہے۔ رسول ﷺ سحری سے ہی روزے کا آغاز کرتے اور اپنے صحابہ کو بھی یہی تلقین کرتے کہ سحری کھایا کرو۔ کیونکہ سحری میں برکت رکھی گئی ہے نیز فرماتے ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں یہی سحری کا فرق ہے سحری کھانے سے جہاں سنت رسول پوری ہوتی ہے وہاں برکتیں بھی نصیب ہوتی ہیں۔ انسان کو قوت اور طاقت بھی ملتی ہے اور انسانی جسم کمزوری سے محفوظ رہتا ہے۔ انسان کمزوری سے بچے گا تو زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی اور عبادت کر سکے گا۔ جو روزے کا مقصود ہے۔

روزہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے رکھا جانا چاہیئے نہ کہ دکھاوے اور ریا کاری کے لئے۔ کیونکہ جو ریا کاری کے لئے رکھے گا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ شریعت حقہ کا حکم ہے کہ روزہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یہ فرمان جان کر خلوص نیت سے رکھا جائے۔ اس کا مقصود فقط اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہو۔ جیسے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی حالت ایمان میں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے

ثواب کے اجر کی امید اللہ سے رکھتے ہوئے روزے رکھے گا وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جائے گا، پھر روزہ مجبوری اور چٹی سمجھ کر نہیں بلکہ دلی خوشی اور بشاشت قلبی کیساتھ رکھنا چاہیئے ۔کیونکہ چٹی سمجھ کر روزہ رکھا تو کیا رکھا۔ جو شخص پورے ذوق وشوق اور پوری بشاشت کیساتھ روزہ رکھتا ہے وہ روحانیت میں ترقی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حقدار ہوتا ہے۔

روزے کا فائدہ یہ ہے کہ روزادار روحانی کمزوریوں سے بچتا ہے اور تقوٰی کے حصول کی کوشش کرتا ہے اور ایسے کاموں سے بچتا ہے جو تقوٰی کی ردا کو چاک کریں۔ وہ ہر شر اور ہر برائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے وہ جھوٹ نہیں بولتا وہ گالی سے پرہیز کرتا ہے۔ وہ غیبت سے بچتا ہے کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرتا وہ رسول ﷺ کے اس فرمان پر نظر رکھتا ہے کے

"روزہ ڈھال ہے؛؛ ۔جس کہ نتیجہ میں انسان لڑائیوں جھگڑوں، برائیوں اور گناہوں سے بچتا ہے۔ اس لیے روزہ دار کو چاہیئے کہ وہ ہر قسم کی لغویات اور بری باتوں سے بچے۔ کسی سے جہالت کا سلوک نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے لڑائی جھگڑا کرے یا گالی دے تو پہلا شخص فقط دو مرتبہ کہے **انی صائمٌ انی صائمٌ** میرا روزہ ہے میرا روزہ ہے

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں؛۔

جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا تو ایسے شخص کے بھوکا پیاسا رہنے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں یعنی اگر کوئی شخص روزے کی حقیقت سے بے خبر ہے اور محض نمود ونمائش کیلئے روزہ رکھتا ہے اور ان شرائط کو بجا نہیں لاتا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہیں تو اس کے روزے کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ روزہ تو اصلاح نفس کا ذریعہ ہے اسلئے جو شخص روزہ رکھ کر اپنی اصلاح نہیں کرتا اور جھوٹ بولتا ہے، جھوٹے عمل بجالاتا ہے طعنہ زنی کرتا ہے غیبت کرتا ہے عیب جوئی کرتا ہے بہتان طرازی کرتا ہے باز نہیں آتا تو ایسا شخص روزے کی اہمیت کو سمجھتا ہی نہیں ہے۔ انہی لوگوں کہ لئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کتنے ہی لوگ ہیں جنھیں انکے روزہ سے سوائے بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا؛

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں؛۔

ہمیشہ روزہ رکھ کر یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو"۔ **(الحکم 17 جنوری 1907)**

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں؛۔

رمضان کا مہینہ نفس امارہ کو کچلنے کیلئے قائم کیا گیا ہے یعنی رمضان کے روزے اور اسکی دیگر عبادات اسلئے فرض کی گئی ہیں اور اس میں بجالانے والے نوافل اس لئے قائم کئے گئے ہیں کہ انسان نفس امارہ کے حملوں سے نجات پائے اور انسان کا نفس امارہ نفسِ مطمئنہ کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھ لے لیکن اگر رمضان کا مہینہ نفس امارہ کے مارنے پر منتج نہیں ہوتا، اس کہ نتیجہ میں نفس امارہ مرتا نہیں ۔بدی کی رغبت اسی طرح قائم رہتی ہے انسان کی زبان اور اسکا دل اور اسکے جوارح پاک نہیں ہوتے تو اسے بھوکا رہنے اور پیاسا رہنے سے کیا فائدہ۔ اگر اس کہ نتیجہ ہیں اللہ تعالیٰ کی قبولیت انسان کو حاصل نہ ہو اور خدا تعالیٰ محبت اور پیار کے ساتھ اسکی طرف ملتفت اور متوجہ نہ ہو،،

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ نمبر 977)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

روزے دار کو خیال رکھنا چاہیئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہیئے۔''

(تقاریر جلسہ سالانہ 1906 صفحہ 21-20)

روزے کی بہت بڑی برکت جسے ہر انسان کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے یہ ہے کہ جب انسان پوری شرائط کو بجالاتے ہوئے روزہ رکھتا ہے اور اس کے تقاضے پورے کرتا ہے تو اس کے لئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں یا فرمایا جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں شیاطین کو جکڑ لیا جاتا ہے۔

پھر ایک روایت ہے حضرت انسؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا،

رمضان آگیا ہے اور اسمیں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو اسمیں زنجیروں سے جکڑ لیا جاتا ہے ہلاکت ہو ایسے شخص کی جس نے رمضان کو پایا اور بخشا نہ گیا۔ اگر وہ رمضان میں نہیں بخشا گیا تو پھر کب بخشا جائے گا؛

(الترغیب والترھیب کتاب الصوم الترغیب فی الصیام)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں؛۔

جب آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جہنم کے سارے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور جنت کے سب دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ تو صرف منفی پہلو نہیں دیکھا جاتا بلکہ مثبت پہلو پر بھی نظر رکھیں، آپ یہ دروازے کھولیں گے تو کھلیں گے، اگر آپ نے اپنے حواس خمسہ میں سے ہر ایک حس کیلئے اس عرصہ میں نیکی کے دروازے نہ کھولے تو آپ جہنم کے دروازے تو بند کر رہے ہونگے لیکن بے مقصد! کیونکہ اس کے بدلہ نیکی کا کوئی دروازہ نہیں کھول رہے ہوں گے پس مراد یہ ہے کہ بدی کے بدلہ ایک خوبی پیدا کی جائے۔ اور ہر بدصورتی کے بدلے ایک حسن پیدا کیا جائے، اور یہ کہ تم مسلسل تیس دن اس جد وجہد میں گزارو کہ تمہاری بدیاں چھٹ کر پیچھے رہ جائیں۔ اور تمہاری نیکیاں رمضان کی برکت سے بڑھتے بڑھتے نمایاں ہو کر غیر معمولی چمک کے ساتھ آگے بڑھیں حتیٰ کہ ہر رمضان جو آئے وہ تمہیں پہلے سے بہتر حالت میں پائے۔ یہی بندہ کا مقصد ہے۔ **(روزنامہ الفضل 4 نومبر 2003ء)**

رمضان المبارک کی برکت سے ایک انسان کے اندر دوسرے انسانوں کیلئے محبت بھائی چارہ اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ دوسروں کی ضروریات کا خیال آتا ہے۔ دوسروں کی مشکلات کو کم کرنے کا خیال آتا ہے۔ اور پھر یہ خیال عمل کی صورت میں ڈھل کر ایک حسین معاشرے کے قیام میں مدو معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے رسول کریم ﷺ نے اس مہینہ کو شھر المواساۃ یعنی ہمدردی و غمخواری کا مہینہ قرار دیا ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛۔

نہ صرف اپنے بھائیوں، عزیزوں۔ رشتہ داروں، اپنے جاننے والوں، ہمسایوں سے حسن سلوک کرو۔ ان سے ہمدردی کرو اور اگر انکو

تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو تم ان کی مدد کرو، انکو جس حد تک فائدہ پہنچا سکتے ہو فائدہ پہنچاؤ۔ بلکہ ایسے لوگ ایسے ہمسائے جن کو تم نہیں جانتے ان سے تمہاری کوئی رشتہ داری نہیں ہے یا تعلق داری بھی نہیں ہے جن کو تم عارضی طور پر ملے ہو ان کو بھی تمہاری اگر مدد کی ضرورت ہے انکو تمہارے سے کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے تو انکو ضرور فائدہ پہنچاؤ اس سے ایک حسین معاشرہ قائم ہو جائے گا۔

مزید فرمایا:۔ ہمدردی خلق اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا وصف اور خوبی اپنے اندر پیدا کرلو گے۔ اور اس خیال سے کرلو گے کہ یہ نیکی سے بڑھ کر احسان کے زمرے میں آتی ہے اور احسان تو اس نیت سے نہیں کیا جاتا کہ مجھے اس کا کوئی بدلہ ملے گا۔ احسان تو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنا ہے تو پھر ایسا حسین معاشرہ قائم ہو جائے گا کہ جسمیں نہ خاوند بیوی کا جھگڑا ہو گا نہ بھائی بھائی کا جھگڑا ہو گا۔ ہر فریق دوسرے فریق کے ساتھ احسان کا سلوک کر رہا ہو گا:۔ اس کے حقوق اس جذبہ سے ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہو گا اور خالصتاً اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُسکا پیار حاصل کرنے کیلئے اس پر عمل کر رہا ہو گا آجکل کے معاشرے میں تو اس کی بہت ضرورت ہے۔

(خطبات مسرور جلد نمبر 1 صفحہ 309)

رمضان کی برکت سے انسان نمازوں اور دوسری عبادات کا پابند ہو جاتا ہے۔ کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہے نوافل ادا کرتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اسمیں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے۔ جسمیں نفل عبادت فرض کے قائم مقام ہے۔ اس لئے وہ اس حقیقت کو جانتے ہوئے اور سمجھتے ہوئے اس حرارت اور تپش سے جو رمضان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے ودیعت کیجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور اور روشنی سے حصہ لیتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں ایک طرف وہ اللہ تعالیٰ سے مشابہت کا رنگ اختیار کرتا ہے تو دوسری طرف ہر قسم کے گناہوں سے بچ کر نیکی و پارسائی کے لباس سے ملبوس ہوتا ہے۔ اور وسعت حوصلہ کا جبہ پہن کر ہر قسم کے لڑائی جھگڑے سے محفوظ رہتا ہے، اور اس وسعت حوصلہ کی بدولت وہ ہر قسم کی ھلاکت سے محفوظ رہتا ہے۔ جیسا کہ **سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:**۔

روزوں کے ذریعہ انسان ہلاکت سے اسطرح بھی محفوظ رہتا ہے کہ روزے انسان کے اندر مشقت برداشت کرنے کا مادہ پیدا کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کے عادی ہوں وہ مشکلات کے آتے ہی ہمت نہیں ہارتے بلکہ دلیری سے انکا مقابلہ کرتے اور کامیاب ہوتے ہیں۔ **(تفسیر کبیر جلد نمبر 2 صفحہ 376)**

غرض قرآن کریم احادیث نبویہ، فرمان مسیح موعود کی روشنی میں رمضان المبارک کی فضیلت اور عظمت نمایاں اور عیاں ہے۔ نیک لوگوں کا طبقہ ہر دور میں اسکی برکات سے فیضیاب ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اس مبارک مہینہ میں روزے رکھیں اسکی تمام شرائط ادا کریں۔ صبح وشام قرآن پاک کی تلاوت کریں کثرت سے ذکر الٰہی کریں تا ہمیں بھی تنویر قلب حاصل ہو۔ ہمارے لئے بھی کشوف و رویائے صادقہ کے دروازے کھلیں، ہماری بھی دعائیں بکثرت قبول ہوں۔ ہم پر بھی فرشتوں کا نزول ہو، اور ہم بھی روحانیت کی موسلا دھار بارش سے فائدہ اُٹھانے والے ہوں، اور اس کے نتیجہ میں ہمیں ایسی مطہر زندگی ملے جس پر فرشتے بھی ناز کریں۔

سوئی ہوئی تقدیر جگا دیتے ہیں روزے — **روحوں میں اترتی ہے صدا ملہم حق کی**
مولا کی اطاعت کا مزا دیتے ہیں روزے — **اللہ سے بندے کو ملا دیتے ہیں روزے**

حضرت مصلح موعود کی شاعری

نوٹ: یہ مضمون مکرم چوہدری محمد علی صاحب نے خاص نمبر (حضرت مصلح موعود نمبر) کے لئے لکھا تھا مگر تاخیر سے ملنے کے باعث شائع نہ ہو سکا۔ اب شائع کیا جا رہا ہے۔

جماعت احمدیہ کا دیگر امور کی طرح خالص دینی سیاق و سباق میں شعر و شاعری سے متعلق بھی اپنا ایک مخصوص نظریہ ہے۔ جسے بانی سلسلہ علیہ السلام نے ایک شعر میں بیان فرما کر گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ فرمایا

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق

اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے حسن۔ سچ۔ خیر بالفاظ دیگر جملہ اقدار عالیہ کا ابلاغ ہی ہمارا مقصد ہے۔ انہی اقدار عالیہ کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا ختم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات میں جمع فرما دیا ہے اور ان اقدار کا خلاصہ مشیت الٰہی نے نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک میں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی مقدس قرآن کریم میں قیامت تک کے لئے جمع فرما دیا چنانچہ قرآن کریم اور سنت کی روشنی میں انہیں اقدار عالیہ کی ترویج و اشاعت ہی وہ فریضہ ہے جس کی ادائیگی کے لئے خلفائے احمدیت اور جماعت احمدیہ عالمگیر دن رات مصروف ہے۔

یہاں سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کے شعری کلام کا محاکمہ مقصود نہیں۔ جیسا کہ اوپر درج ہوا نہ ہی حضور نے شعر کہنے کی خاطر شعر کہے۔ مقصد اس مضمون کا صرف یہ ہے۔ کہ حضور انور کو اللہ تعالیٰ نے جہاں عظیم روحانی اور ذہنی صلاحیتوں سے نوازا ہوا تھا۔ وہاں شعری حسّیت (poetic sensibility) اور اس کے عصری تقاضوں کی حکمت کا پورا ادراک اور شعور بھی حضور کو حاصل تھا۔ اور اپنی بے پناہ ہمہ پہلو اور ہمہ وقت مصروفیتوں کے باوجود خود بھی شعر کہتے تھے اور مصروف الاوقات ہونے کے باوجود شعرا سے بھی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ان میں سے جناب عبدالمجید سالک پر خاص نظر عنایت تھی۔

حضور انور کے ہمہ پہلو وجود باجود کے منظوم کلام کے متعلق کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ حضور انور ہمہ صفت موصوف ایک آسمانی معجزہ تھے۔ ایک طلسماتی وجود جسے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ نے دین و دنیا کی حسنات سے نوازا ہوا تھا۔ آپ کے منظوم کلام کا روایتی شعرا کے کلام کی طرح موازنہ نہ تو مناسب ہے اور نہ ہی ممکن۔ روایتی شاعر تو واہ واہ کے لئے شعر کہتا ہے۔ حتیٰ کہ جناب امیر مینائی جیسا عالم فاضل بزرگ بھی کہتا ہے۔ اور سچ

01-04-2009

ہی کہتا ہے۔کہ

شاعر کو مست کرتی ہے تعریف شعر کی
دو بوتلوں کا نشہ ہے اک واہ واہ میں

پرانے عرب معاشرے میں شاعر اور شعر کو ایک بلند مقام حاصل تھا۔اپنے اپنے قبیلے کی شجاعت ۔مہمان نوازی اور دیگر خوبیوں کا فخریہ اظہار اشعار میں ہوتا تھا۔سبع معلقہ بھی ایسے ہی قصائد تھے جو خانہ کعبہ میں آویزاں تھے۔جن کی کشش اور عظمت قرآن کریم کے سامنے ختم ہو کر رہ گئی ۔ ہر چند کہ قرآن کریم منظوم کلام نہیں ۔با ایں ہمہ اس کی عدیم المثال خوبی اور حسن کہ سامنے روایتی شعراا ور شاعر گنگ ہو کر رہ گئے ۔قرآن کریم ہی کے ناپیدا کنار سمندر سے بزرگان امت نے اپنی اپنی صوابدید اور استطاعت کے مطابق حکمت اور دانش اور حسن اور سچائی کے موتی تلاش کئے ہیں ۔حضرت مصلح موعود نے بھی اسی سمندر سے حکمت اور سچائی کے منور موتی تلاش کئے ہیں ۔آپ روایتی شاعر نہیں ہیں ۔نہ آپ نے مشاعرے پڑھے نہ ہی آپ اس طرح داد کے لئے شعر کہتے ہیں ۔چنانچہ ۱۶رفروری ۱۹۲۲ءکو شیخ محمود احمد صاحب کو مدرسہ احمدیہ قادیان کے طلباء نے روانگی مصر کے موقع پر ایک الوداعی پارٹی دی اس موقع پر ایک طالب علم نے نظم پڑھی ۔اس موقع پر حضور نے فرمایا!

"پہلی بات جس کے متعلق مدرسہ کے طلبا کو توجہ دلاتا ہوں وہ نظم ہے ۔جو اب پڑھی گئی ہے۔ میرے نزدیک نظم قلب کے جوش کا اظہار ہوتا ہے ۔لیکن جب یہ حالت بڑھالی جائے تو ٹھیک نہیں ہوتی ۔قرآن کریم میں جو الفاظ شعراء کے متعلق آئے ہیں ان سے لوگوں کو دھوکا لگا ہے اور انہوں نے شعر کہنے کو ہی برا سمجھا ہے اور لوگوں نے اس زمانے کے مصلح پر بھی اعتراض کیا ہے۔مگر بائیبل میں ایک کتاب ہے اور قرآن کریم میں بھی اس کو کتاب کر کے ہی یاد کیا گیا ہے۔ وہ زبور ہے ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق شعر بری بات نہیں ۔حضرت مسیح موعود نے بھی اشعار کہے ہیں ۔حضرت نبی کریم کے وقت میں بھی شعر کہے جاتے تھے ۔مگر برائی تب ہے کہ اگر شعر سے صرف شعر کہنا مدِنظر ہو۔

میرے نزدیک شعر اس لئے کہنا کہ لوگ پسند کریں اور داد دیں ۔درست نہیں ۔ میں بھی شعر کہتا ہوں ۔لیکن جب میں شعر کہتا ہوں تو نہیں معلوم ہوتا کہ کیا لکھ رہا ہوں ۔ جب قلم ایک جگہ جا کر رک جاتا ہے تو پھر خواہ کتنا ہی زور لگاؤں آگے شعر نہیں کہا جا سکتا ۔جو شخص تلاش کر کے سوچ سوچ کر شعر کہتا ہے وہ حقیقت سے دور ہوتا ہے ۔اسلئے چاہئے کہ ہمارے طلباء شعروں کے پیچھے نہ پڑیں ۔ہاں اگر شعر پیچھے پڑ جائے تو کہہ لیں ۔وہ شعر جس کو انسان تلاش کر

کے لاتا ہے وہ ناپسند ہے۔مگر جب طبیعت میں جوش ہو اور بغیر خوض اور غور کے مضامین جاری ہوں تو وہ ایک قسم کا القاء اور الہام ہوتے ہیں۔مگر دوسری قسم کے شعر حقیقت سے دور ہوتے ہیں۔اس لئے چاہیے کہ ان پر توجہ نہ کی جائے اور نہ شعر اس لئے کہا جائے کہ لوگ داد دیں۔''

(روزنامہ الفضل ۱۹/مارچ ۲۰۰۹ء)

حضور نور اللہ مرقدہ نہ صرف یہ کہ شعر کہتے تھے۔اچھے شعر سننا پسند بھی فرماتے تھے۔ایک مرتبہ مولانا عبدالمجید سالک مرحوم نے جو خود ایک مشہور شاعر تھے۔ادیب اور عہد ساز اخبار نویس تھے خاکسار سے فرمایا۔کہ ایک مرتبہ ہم لوگ (شاعر) لاہور سے حضرت صاحب (سالک صاحب حضور انور نور اللہ مرقدہ کا اسی طرح ذکر فرمایا کرتے تھے) کی خدمت میں ربوے میں حاضر ہوئے۔ہم نے باری باری اپنا اپنا کلام پیش کیا۔اس کے بعد خاکسار (سالک مرحوم) نے عرض کیا ''آپ بھی اپنی غزل سنائیں۔''اس پر حضور نے فرمایا میں تو روایتی غزل نہیں کہتا۔کبھی کبھی تبلیغی اور اصلاحی رنگ میں شعر کہتا ہوں۔اس پر میں نے عرض کی ''آپ ہمیں تبلیغ کریں اور ہماری اصلاح فرماویں۔''اس پر ایک قہقہہ پڑا۔اور حضور انور نور اللہ مرقدہ نے اپنا منظوم کلام سنایا۔

حضور انور کا عارفانہ منظوم کلام پہلی مرتبہ مئی ۱۹۱۳ء میں شائع ہوا۔آپ کی پہلی نظم ۱۹۰۳ء کی ہے۔جب آپ شادؔ تخلص کرتے تھے۔شعر و سخن سے متعلق اپنے مسلک کے بارے میں حضور فرماتے ہیں:

''میں کسی نظم کو شاعری کے شوق میں نہیں کہتا ہوں۔بلکہ جب تک ایک خاص جوش پیدا نہ ہو نظم کہنا مکروہ سمجھتا ہوں اس لئے درد دل سے نکلا ہوا کلام سمجھنا چاہئے۔بعض نظم نامکمل صورت میں پیش کرنے سے میرا مقصد یہ ہے۔تاکہ لوگ دیکھیں کہ شاعری کو بطور پیشہ اختیار نہیں کیا گیا۔بلکہ جب کبھی قلب پر کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔تو اس کا اظہار کر دیا جاتا ہے۔اور پھر یہ خیال نہیں ہوتا کہ اس کو مکمل بھی کیا جاوے۔چونکہ میں تکلف سے شعر نہیں کہتا۔ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہے۔پڑھو اور غور کرو۔خدا کرے یہ درد بھرے کلمات کسی سعید روح کے لئے مفید اور بابرکت ثابت ہوں۔''

(تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۴۷۳)

۱۹۲۴ء میں سفر یورپ کے سلسلے میں حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی اپنی رپورٹ کے صفحہ نمبر ۴۴۲،۴۴۳ پر لکھتے ہیں:

''.....آج رات کو نمازوں کے بعد دوستوں نے مشورہ کیا ہے.....جہاں کل رات بعض دوستوں نے اشعار وغیرہ پڑھے پڑھائے تھے۔آج بھی ایک جلسہ کریں۔ظہر۔عصر کی نمازیں حضور نے خود ہی پڑھائیں.....دوست کھانے سے فارغ ہو چکے اور انہوں نے تمام دوستوں کو

اوپر بلوالیا۔اور مجلس مشاعرہ قائم ہوگئی۔نظم خواں دوستوں نے نظمیں پڑھیں اور تقاضا ہور ہاتھا کہ سبھی دوست کچھ نہ کچھ سنائیں کہ اتنے میں حضور بھی تشریف لے آئے۔اور پھر مجلس باقاعدہ لگی اور سب کو باری باری کچھ نہ کچھ سنانا پڑا۔حتی کہ حضرت صاحب نے بھی فرمایا۔کہ میں بھی سناؤں گا۔مگر شرط یہ ہے کہ میرے قریب قریب ایک فٹ کے دائرے میں آجائے جس نے سننا ہو۔اور بعض دوست چھپے رستم نکلے۔حضور نے ان کے لہجے اور آواز کو پسند فرمایا میرے لئے یہ پیالہ سخت مشکل تھا۔میں نے بھاگ کر جان چھڑانے کی کوشش کی۔مگر حضرت اقدس نے پکارا کہ پکڑو پکڑو بھائی جی بھاگے۔خیر میں پکڑا گیا اور سنانا پڑا......میرے بعد حضرت اقدس نے خود چند اشعار غالب

اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل

غزل کے سنائے۔اور ایسے لہجے میں پڑھے کہ دل سے درد اٹھتا تھا.....''

غم اور درد کی کیفیت کا اندازہ اس وقت بھی ہوا۔جب ۱۹۶۰ء کے لگ بھگ ملک بھر سے کچھ شعرا حضرات تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں تشریف لائے۔کالج کے گیسٹ ہاؤس میں ایک شعری نشست بھی ہوئی۔خاکسار نے بغیر بتائے حضور انور نور اللہ مرقدہ کا کلام پڑھنا شروع کیا تو مجلس پر ایک محویت کی کیفیت طاری ہوگئی۔جب خاکسار نے یہ شعر پڑھا ؎

باب رحمت نہ بند کیجئے گا
ایک امید وار رہتا ہے

تو طفیل ہوشیاری مرحوم با آواز بلند پکار اٹھے کہ ''ہو نہ ہو یہ صرف حضرت مرزا صاحب ہی کا کلام ہے۔''

ملک کے معروف شعراء کا آپ سے قرب کا تعلق تھا۔یہ تقسیم ملک کے بعد کی بات ہے۔ربوہ آباد ہونا شروع ہو چکا تھا،لائلپور کاٹن مل کا ہند و پاک مشاعرہ تھا۔حضور انور نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا کہ مشاعرے میں شامل ہونے والے شاعروں میں سے دو کو یعنی ظریف جبل پوری صاحب اور سید محمد ضمیر جعفری صاحب کو حضور سے ملاقات کے لئے لائل پور سے ربوہ لے کر آؤں۔چنانچہ ہر دو حضرات حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ظاہر ہے۔کہ شعری نشست بھی ہوئی۔

مضمون کے آخر میں حضور انور کی مشہور نظم نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے۔درج ہے۔اس کے ساتھ ساتھ حضور کے اپنے دیئے ہوئے تشریحی نوٹس بھی درج ہیں۔جن سے اس عظیم نظم کی تفہیم میں رہنمائی حاصل ہوگی۔

نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے

اے نوجوانانِ جماعت احمدیہ! ہر قوم کی زندگی اس کے نوجوانوں سے وابستہ ہے کس قدر ہی محنت سے کوئی کام چلایا جائے اگر آگے اس کے جاری رکھنے والے لوگ نہ ہوں تو سب محنت غارت جاتی ہے اور اس کام کا انجام ناکامی ہوتا ہے۔ گو ہمارا سلسلہ روحانی ہے مگر چونکہ مذکورہ بالا قانون بھی الٰہی ہے اس لئے وہ بھی اس کی زد سے بچ نہیں سکتا۔ پس اس کا خیال رکھنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ ہم پر واجب ہے کہ آپ لوگوں کو ان فرائض پر آگاہ کر دیں جو آپ پر عائد ہونے والے ہیں اور ان راہوں سے واقف کر دیں جن پر چل کر آپ منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں اور آپ پر فرض ہے کہ آپ گوشِ ہوش سے ہماری باتوں کو سُنیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں تا خدا تعالیٰ کی طرف سے جو امانت ہم لوگوں کے سپرد ہوئی ہے اس کے کماحقہٗ ادا کرنے کی توفیق ہمیں بھی اور آپ لوگوں کو بھی ملے۔ اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے مندرجہ ذیل نظم لکھی ہے جس میں حتی الوسع وہ تمام نصیحتیں جمع کر دی ہیں جن پر عمل کرنا سلسلہ کی ترقی کے لئے ضروری ہے گو نظم میں اختصار ہوتا ہے مگر یہ اختصار ہی میرے مدعا کے لئے مفید ہے کیونکہ اگر رسالہ لکھا جاتا تو اس کو بار بار پڑھنا وقت چاہتا جو ہر شخص کو میسر نہ ہو سکتا۔ مگر نظم میں لمبا مضمون تھوڑی عبارت میں آجانے کے باعث ہر ایک شخص آسانی سے اس کا روزانہ مطالعہ بھی کر سکتا ہے اور اس کو ایسی جگہ بھی لٹکا سکتا ہے جہاں اس کی نظر اکثر اوقات پڑتی رہے اور اس طرح اپنی یاد کو تازہ رکھ سکتا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ بعض باتیں چھوٹی معلوم ہوتی ہیں مگر ان کے اثر بڑے ہوتے ہیں۔ پس اس میں لکھی ہوئی کوئی بات چھوٹی نہ سمجھو اور ہر ایک بات پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ تھوڑے ہی دن میں اپنے اندر تبدیلی محسوس کرو گے اور کچھ ہی عرصہ کے بعد اپنے آپ میں اس کام کی اہلیت پیدا ہوتی دیکھو گے جو ایک دن تمہارے سپرد ہونے والا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تمہارا یہی فرض نہیں کہ اپنی اصلاح کرو بلکہ یہ بھی فرض ہے کہ اپنے بعد میں آنے والی نسلوں کی بھی اصلاح کی فکر رکھو اور ان کو نصیحت کرو کہ وہ اگلوں کی فکر رکھیں اور اسی طرح یہ سلسلہ ادائے امانت کا ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتا چلا جاوے تا کہ یہ دریائے فیض جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا ہے ہمیشہ جاری رہے اور ہم اس کام کے پورا کرنے والے ہوں جس کے لئے آدمؑ اور اس کی اولاد پیدا کی گئی ہے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ۔

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے — پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو
چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو — تا کہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو
جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار — سُستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو

جب تک انسان کسی کام کا عادی اپنے آپ کو نہ بنا لے اس کا کرنا دوبھر ہو جاتا ہے۔ پس یہ غلط خیال ہے کہ جب ذمہ داری پڑے گی دیکھا جائے گا۔ آج ہی سے اپنے آپ کو خدمت دین کی عادت ڈالنی چاہئے۔

01-04-2009

خدمتِ دین کو اِک فضل الٰہی جانو　　　اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

کبھی خدمتِ دین کر کے اس پر فخر نہیں کرنا چاہیئے یہ خدا کا فضل ہوتا ہے کہ وہ کسی کو خدمت دین کی توفیق دے نہ بندہ کا احسان کہ وہ خدمت دین کرتا ہے اور یہ تو حد درجہ کی بیوقوفی ہے کہ خدمتِ دین کر کے کسی بندہ پر احسان رکھے یا اس سے کسی خاص سلوک کی اُمید رکھے۔

دل میں ہو سوز تو آنکھوں سے رواں ہوں آنسو　　　تم میں ...... کا ہو مغز ، فقط نام نہ ہو

سُر میں نخوت نہ ہو آنکھوں میں نہ ہو برقِ غضب　　　دِل میں کینہ نہ ہو لب پہ کبھی دُشنام نہ ہو

اس زمانہ کا اثر اس قسم کا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز و نیاز کرنے کو بھی وضع کے خلاف سمجھتے ہیں اور خدا کے حضور میں ماتھے کا خاک آلود ہونا انہیں ذلت معلوم ہوتا ہے حالانکہ اس کے حضور میں تذلل ہی اصل عزت ہے۔

خیر اندیشیٔ احباب رہے مدِّ نظر　　　عیب چینی نہ کرو مُفسد و نمام نہ ہو

چھوڑ دو حرص کرو زُہد و قناعت پیدا　　　زَر نہ محبوب بنے سیم دِل آرام نہ ہو

اس زمانہ میں مادی ترقی کے اثر سے روپے کی محبت بہت بڑھ گئی ہے اور لوگوں کو ہر ایک معاملہ میں روپے کا خیال زیادہ رہتا ہے۔ روپے کمانا بُرا نہیں لیکن اس کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت کے ساتھ مل کر نہیں رہ سکتی۔ جو شخص رات دن اپنی تنخواہ کی زیادتی اور آمد کی ترقی کی فکر میں لگا رہتا ہے اس کو خدا تعالیٰ کے قرب کے حاصل کرنے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کا موقع کب مل سکتا ہے۔ مومن کا دل قانع ہونا چاہیئے۔ ایک حد تک کوشش کرے پھر جو کچھ ملتا ہے اس پر خوش ہو کر خدا تعالیٰ کی نعمت کی قدر کرے۔ اس بڑھی ہوئی حرص کا نتیجہ اب یہ نکل رہا ہے کہ لوگ خدمت دین کی طرف بھی پوری توجہ نہیں کر سکتے اور دینی کاموں کے متعلق بھی ان کا یہی سوال رہتا ہے کہ ہمیں کیا ملے گا اور مقابلہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر فلاں دُنیا کا کام کریں تو یہ ملتا ہے اس دینی کام پر یہ ملتا ہے ہمارا کس میں فائدہ ہے۔ گویا وہ دینی کام کسی کا ذاتی کام ہے جس کے بدلہ میں یہ معاوضہ کے خواہاں ہیں۔ حالانکہ وہ کام ان کا بھی کام ہے اور جو کچھ ان کو مل جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ہے اور اس مال کی محبت کا ہی نتیجہ ہے کہ دُنیا کا امن اُٹھ رہا ہے۔ ضروریات ایسی شے ہیں کہ ان کو جس قدر بڑھاؤ بڑھتی جاتی ہیں۔ پس قناعت کی حد بندی تو ڑ کر پھر کوئی جگہ نہیں رہتی جہاں انسان قدم ٹکا سکے۔ کروڑوں کے مالک بھی تنگی کے شاکی نظر آتے ہیں۔ جس کے ہاتھ سے قناعت گئی اور مال کی محبت اس کے دل میں پیدا ہوئی وہ خود بھی دُکھ میں رہتا ہے اور دوسروں کو بھی دُکھ دیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تو اس کا تعلق ہو ہی نہیں سکتا۔

رغبتِ دِل سے ہو پابندِ نماز و روزہ　　　نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو

پاس ہو مال تو دو اس سے زکوٰۃ و صدقہ　　　فکرِ مسکیں رہے تم کو غمِ ایام نہ ہو

فکرِ مسکین رہے یعنی یہ غم نہ ہو کہ اگر غریب کی مدد کریں گے تو ہمارا روپیہ کم ہو جائے گا پھر ضرورت کے وقت کیا

کریں گے جو اس وقت محتاج ہے اس کی دستگیری کرو اور آئندہ ضروریات کو خدا پر چھوڑ دو۔

حُسن اس کا نہیں کُھلتا تمہیں یہ یاد رہے   دوشِ مُسلم پہ اگر چادرِ احرام نہ ہو

حج ایک نہایت ضروری فرض ہے۔ نئی تعلیم کے دلدادہ اس کی طرف سے بہت غافل ہیں حالانکہ (.....) کی ترقی کے اسباب میں سے یہ ایک بڑا سبب ہے۔ طاقتِ حج سے یہ مراد نہیں کہ کروڑوں روپیہ پاس ہو۔ ایک معمولی حیثیت کا آدمی بھی اگر اخلاص سے کام لے تو حج کے سامان مہیا کرسکتا ہے۔

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں   دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

نماز کے علاوہ ایک جگہ بیٹھ کر تسبیح و تحمید و تکبیر کرنا یا کاموں سے فراغت کے وقت تسبیح و تحمید و تکبیر کرنا دل کو روشن کر دیتا ہے۔ اس میں آج کل لوگ بہت سُستی کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روحانی صفائی بھی حاصل نہیں ہوتی۔ نمازوں کے پہلے یا بعد اس کا خاص موقع ہے۔

عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز   یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو

ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ مذہب کو سچا سمجھ کر مانے یوں ہی اگر سچے دین کو بھی مان لیا جائے تو کچھ فائدہ نہیں لیکن جب پوری طرح یقین کر کے ایک بات کو مانا جائے تو پھر کسی کو حق نہیں کہ اس کی تفصیلات اگر اس کی عقل کے مطابق نہ ہوں تو ان پر حُجت کرے۔ روحانیات کا سلسلہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم ہے۔ پس عقل اور مذہب کا مقابلہ نہیں بلکہ عقل کو مذہب پر حاکم بنانے سے یہ مطلب ہوگا کہ آیا ہماری عقل زیادہ معتبر ہے یا خدا تعالیٰ کا علم۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ہاں یہ بات دریافت کرنی بھی ضروری ہے کہ جس چیز کو ہم مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ مذہب کا حصہ ہے بھی یا نہیں۔

جو صداقت بھی ہو تم شوق سے مانو اس کو   علم کے نام سے پر تابعِ اوہام نہ ہو

آج کل یورپ سے جو آواز آوے اور وہ کسی فلاسفر اور سائنس دان کی طرف منسوب ہو تو جھٹ اس کا نام علم رکھ لیا جاتا ہے اور اس کے خلاف کہنے والوں کو علم کا دشمن کہا جاتا ہے۔ یہ نادانی ہے۔ جو بات مشاہدوں سے ثابت ہو اس کا انکار کرنا جہالت ہے لیکن بلا ثبوت صرف بعض فلسفیوں کی تھیوریوں کو علم سمجھ کر قبول کرنا بھی کم عقلی ہے۔ اس وقت بہت سے یورپ کے نو ایجاد علوم تھیوریوں (قیاسات) سے بڑھ کر حقیقت نہیں رکھتے۔ ان کے اجزاء ثابت ہیں لیکن ان کو ملا کر جو نتیجہ نکالا جاتا ہے وہ بالکل غلط ہوتا ہے لیکن علوم جدیدہ کے شیدائی اس امر پر غور کئے بغیر ان وہموں کی اتباع کرنے لگ جاتے ہیں۔

دشمنی ہو نہ مُحبانِ محمدؐ سے تمہیں   جو مُعاہِد ہیں تمہیں اُن سے کوئی کام نہ ہو

مومن کا فرض ہے کہ بجائے حقارت اور نفرت سے کام لینے کے محبت سے کام لے اور امن کو پھیلائے۔ مومن کا

وطن سب دُنیا ہے۔ اس سے جہاں تک ممکن ہو تمام فریقوں میں جائز طور پر صلح کرانے کی کوشش کرے اور قانون کی پابندی کرے۔

امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو   باعثِ فکر و پریشانی حکام نہ ہو
اپنی اس عمر کو اک نعمت عظمیٰ سمجھو   بعد میں تا کہ تمہیں شکوۂ ایام نہ ہو
حُسن ہر رنگ میں اچھا ہے مگر خیال رہے   دانہ سمجھے ہو جسے تم وہ کہیں دام نہ ہو

اچھی بات خواہ دین کے متعلق ہو خواہ دُنیا کے متعلق ہو اچھی ہی ہوتی ہے مگر بہت دفعہ بُری باتیں اچھی شکل میں پیش کی جاتی ہیں اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

تم مُدبّر ہو کہ جرنیل ہو یا عالم ہو   ہم نہ خوش ہوں گے کبھی تم میں گر ...... نہ ہو

دنیاوی ترقی کے ساتھ اگر دین نہیں تو ہمیں کچھ خوشی نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر یہ اصل مقصد ہوتی تو پھر ہمیں (دین حق) اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر مسیحیت جو اس وقت ہر قسم کے دنیاوی سامان رکھتی ہے اس کو کیوں نہ قبول کر لیتے۔

سیلف رسپکٹ کا بھی خیال رکھو تم بیشک   یہ نہ ہو پَر کہ کسی شخص کا اِکرام نہ ہو

آج کل لوگ سیلف رسپکٹ کے نام سے بزرگوں کا ادب چھوڑ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ صحیح عزت کے لئے ادب کا قائم رکھنا ضروری ہے۔ اگر ادب نہ ہو تو تربیت بھی درست نہیں ہو سکتی۔ سیلف رسپکٹ کے تو یہ معنی ہیں کہ انسان کمینہ نہ بنے نہ کہ بے ادب ہو جائے۔

عُسر ہو یُسر ہو تنگی ہو کہ آسائش ہو   کچھ بھی ہو بند مگر دعوتِ ...... نہ ہو

کسی زمانہ، کسی وقت، کسی حالت میں (دین حق کی دعوت) کو نہ چھوڑو۔ ایک دفعہ اس کے خطرناک نتائج دیکھ چکے ہیں۔ نہ تنگی تمہاری کوششوں کو سُست کرے کہ ہر تکلیف سے نجات اسی کام سے وابستہ ہے اور نہ ترقی تم کو سُست کر دے کیونکہ جب تک ایک آدمی بھی (دین حق) سے باہر ہے تمہارا فرض ادا نہیں ہوا اور ممکن ہے کہ وہ ایک آدمی کفر کا بیج بن کر ایک درخت اور درخت سے جنگل بن جائے۔

تم نے دُنیا بھی جو کی فتح تو کچھ بھی نہ کیا   نفسِ وحشی و جفا کیش اگر رام نہ ہو

سب سے پہلا فرض اصلاح نفس ہے اگر اس کے ظلم ہوتے رہیں اور ان کی اصلاح نہ ہو تو دوسروں کی اصلاح تم کو اس قدر نفع نہیں پہنچا سکتی۔

من و احسان سے اعمال کو کرنا نہ خراب   رشتۂ وصل کہیں قطع سرِ بام نہ ہو

انسان نیکی کرتے کرتے کبھی خدا تعالیٰ کا پیارا بننے والا ہوتا ہے کہ احسان جتا کر پھر وہیں گرتا ہے جہاں سے ترقی شروع کی تھی اور چوٹی پر پہنچ کر گر جاتا ہے اس کی ہمیشہ احتیاط رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ محنت جو ضائع ہو جاتی ہے حوصلہ پست کر دیتی ہے۔

بھولیو مت کہ نزاکت ہے نصیبِ نسواں مرد وہ ہے جو جفاکش ہو گل اندام نہ ہو

صفائی اچھی چیز ہے مگر نازک بدنی اور جسم کے سنگار میں مشغول رہنا اور حُسنِ ظاہری کی فکر میں رہنا یہ مرد کا کام نہیں۔ عورتوں کو خدا تعالیٰ نے اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ علاوہ دوسرے فرائض کی ادائیگی کے جو بحیثیت انسان ہونے کے ان کے ذمہ ہیں مرد کی اس خواہش کو بھی پورا کریں۔ مرد کے ذمہ جو کام لگائے گئے ہیں وہ جفاکشی اور محنت کی برداشت کی عادت چاہتے ہیں۔ پس جسم کو سختی برداشت کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور چونکہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے اس لئے زینت اور سنگار میں اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

شکلِ مے دیکھ کے گرنا نہ مگس کی مانند دیکھ لینا کہ کہیں دُردِ تہِ جام نہ ہو

جس طرح بُری چیز اچھی شکل میں پیش ہو جائے تو دھوکا لگ جاتا ہے اس طرح کبھی اچھی چیز کے اندر بُری مل جاتی ہے اور اس کے اثر کو خراب کر دیتی ہے پس ہر ایک کام کو کرتے وقت اور ہر ایک خیال کو قبول کرتے وقت یہ بھی سوچ لینا چاہیئے کہ اس کا کوئی پہلو بُرا تو نہیں۔ اگر مخفی طور پر اس میں بُرائی ملی ہو تو اس سے بچنا چاہیئے۔

یاد رکھنا کہ کبھی بھی نہیں پاتا عزت یار کی راہ میں جب تک کوئی بدنام نہ ہو

بعض لوگ دینی کاموں میں حصہ لینے سے اس خیال سے ڈرتے ہیں کہ لوگ بُرا کہیں گے یا ہنسی کریں گے حالانکہ خدا تعالیٰ کی راہ میں بدنام ہونا ہی اصل عزت ہے اور کبھی کسی نے دینی عزت حاصل نہیں کی جب تک دُنیا میں پاگل اور قابلِ ہنسی نہیں سمجھا گیا۔

کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دُور اے مرے اہلِ وفا سُست کبھی گام نہ ہو

گامزن ہو گے رہِ صدق و صفا پر گر تم کوئی مشکل نہ رہے گی جو سرانجام نہ ہو

حشر کے روز نہ کرنا ہمیں رُسوا و خراب پیارو آموختہٴ درسِ وفا خام نہ ہو

یعنی جو کچھ دین کی محبت اور خدا تعالیٰ سے عشق کے متعلق ہم سے سیکھ چکے ہو اس کو خوب یاد کرو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ سبق کچا رہے اور قیامت کے دن سُنا نہ سکو اور ہمیں جنہیں اس سبق کے پڑھانے کا کام سپرد کیا ہے، شرمندگی اُٹھانی پڑے۔ دوسروں کے شاگرد فَر فَر سُنا جاویں اور تم یوں ہی رہ جاؤ۔ والسلام مع الاکرام۔

ہم تو جس طرح بنے کام کیے جاتے ہیں آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

میری تو حق میں تمہارے یہ دُعا ہے پیارو سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو

ظلمتِ رنج و غم و دَرد سے محفوظ رہو

مہرِ انوار درخشندہ رہے شام نہ ہو

(لوح الہدیٰ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 189 تا 194)

01-04-2009

دِل کا سورج

(شہدائے احمدیت کی نظر)

روشنی کے لئے آگئے قافلے
دل کا سورج جلا کر چلو دوستو

☆

پھول کھلتے رہے رات ڈھلتی رہی
رقص ہوتا رہا مے برستی رہی
چاند کی اک کرن ہر سمن زار پر
بار شبنم اٹھائے بھٹکتی رہی
تابش ماہ کا پیرہن جل اٹھا
دل میں کچھ آگ ایسی سلگتی رہی
تیرگی کھا چکی ہر خلا کا محل
نبض گیتی کہ پھر بھی دھڑکتی رہی

☆

دامن دار میں کوئی دیوانہ تھا
سر بکف سرخ رو ایک پروانہ تھا
بستہ سنگ اہرام نفرت سہی
مصر جاں میں مگر کوئی ایسا نہ تھا
دست قاتل کو رنگین جس نے کیا
وہ تو خون مسیحا کا نذرانہ تھا
روشنی کے لئے دل سلگتے رہے
جس نے دامن بچایا وہ فرزانہ تھا

☆

آتش شام غم شادی صبح نو
ایک فانوس دل جس کی تابندہ لو
جامۂ نو بدل کر نکل آئی ہے
ورنہ شعلہ وہی ہے وہی اس کی ضو
روشنی تیرگی، تیرگی روشنی
زندگی کی طرح اس کہ بھی رُخ ہیں سو
محرم صبح فردا کو دو تم صدا
وہ بدل دے گا یارو زمانے کی رَو

☆

روشنی کے لئے آگئے قافلے
دل کو سورج بنا کر چلو دوستو

(مکرم شاہد منصور صاحب کراچی)

قرآن کریم۔ایک تعارف

(سعد محمود باجوہ۔مربی سلسلہ)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اسکی جسمانی نشوونما کے لئے اس دنیا میں ہر وہ چیز جس کی اسے ضرورت تھی اپنی رحمانیت سے مہیا فرمائی۔انسان ان اشیاء کو اپنی نشوونما کے لئے استعمال میں لاتا ہے۔جسمانی ضروریات کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ نے روح کی نشوونما اور ترقی کے سامان بھی مہیا فرمائے ہیں۔انسان کی حقیقی ضرورت کے مطابق ابتداء ہی سے انبیاء کو مبعوث فرمایا تا کہ بنی نوع انسان کی روحانی نشوونما کا سامان کرسکیں۔ذہنی ترقی کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی وسعت اختیار کرتی رہی۔جب تک انسان کی دماغی حالت تکمیل کو نہ پہنچی خدا تعالیٰ ہر ملک اور ہر قوم میں انکے حالات کے مطابق انبیاء اور تعلیم بھیجتا رہا تا کہ کوئی قوم اسکی ہدایت اور رہنمائی سے محروم نہ رہے۔جب انسان کا ذہن ترقی کرتے کرتے اس حالت کو پہنچ گیا کہ وہ مختلف حالات کے متوازی تعلیمات کو سمجھ سکے اور ان کے مناسب حال عمل کر سکے تو اللہ تعالیٰ نے وادی غیر ذی زرع، ام القریٰ یعنی مکہ میں اپنا آخری مکمل شرعی پیغام قرآن کریم کی صورت میں سید الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا۔

گویا وہ آسمانی ہدایت جو حضرت آدمؑ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتدائی صورت میں نازل ہوئی وہ مختلف زمانوں میں درجہ بدرجہ حسب ضرورتِ زمانہ واقوام ترقی کرتی رہی اور انبیاء کے ذریعہ بنی نوع انسان کی راہنمائی کا موجب بنتی رہی۔اس ہدایت کا آخری اور کامل نسخہ قرآن کریم کا نام سے آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا۔

اس حقیقت کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

''دراصل یہ حقیقتِ اسلامیہ جس کی تعلیم قرآن کریم فرماتا ہے کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اسی حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے اور تمام الٰہی کتابوں کا یہی مدعا رہا ہے کہ تا بنی نوع آدم کو اس صراط مستقیم پر قائم کریں لیکن قرآن کریم کی تعلیم کو جو دوسری تعلیموں پر کمال درجہ کی فوقیت ہے تو اس کی دو وجہ ہیں:

اول یہ کہ پہلے نبی اپنے زمانے کے جمیع بنی آدم کے لئے مبعوث نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ صرف اپنی ایک خاص قوم کے لئے بھیجے جاتے تھے جو خاص استعداد میں محدود اور خاص طور کے عادات اور عقائد اور اخلاق اور روش میں قابل اصلاح ہوتے تھے۔پس اس وجہ سے وہ کتابیں قانون مختص القوم کی طرح ہو کر صرف اسی حد تک اپنے ساتھ ہدایت لاتی تھیں جو اس خاص قوم کے مناسب حال اور ان کے پیمانہ استعداد کے موافق ہوتی تھی۔

دوسری وجہ یہ کہ ان انبیاء علیہم السلام کو ایسی شریعت ملتی تھی جو ایک خاص زمانہ تک محدود ہوتی تھی اور خدا تعالیٰ نے ان کتابوں میں یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ کہ دنیا کے آخیر تک وہ ہدایتیں جاری رہیں اس لئے وہ کتابیں قانون مختص الزمان کی طرح ہو کر صرف اسی زمانہ کی حد تک ہدایت لاتی تھیں جو ان کتابوں کی پابندی کا زمانہ حکمتِ الٰہی نے اندازہ کر رکھا تھا۔

یہ دونوں قسم کے نقص جو ہم نے بیان کئے ہیں قرآن کریم بکلی ان سے مبرا ہے کیونکہ قرآن کریم کے اتارنے سے اللہ جلشانہٗ کا یہ مقصد تھا کہ وہ تمام بنی نوع انسان اور تمام زمانوں اور تمام استعدادوں کی اصلاح اور تکمیل اور تربیت کر سکے اور اسلام کی پوری شکل اور پوری عظمت بنی آدم پر ظاہر ہو اور اس کے ظہور کا وقت بھی آ پہنچا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کو تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے جو قیامت تک آنے والے تھے ایک کامل اور جامع قانون کی طرح نازل فرمایا اور ہر یک درجہ کی استعداد کے لئے افادہ اور افاضہ کا دروازہ کھول دیا۔"

(روحانی خزائن جلد 5 آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 126 تا 128)

پس قرآن کریم خدا تعالیٰ کی آخری کامل شریعت ہے جو بنی نوع انسان کی ترقی اور نشوونما کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمانیت سے نازل کی۔ اب قیامت تک قرآن کریم کی تعلیم کا دور ہے۔ اور یہ الذکر کتاب ہر زمانہ میں اپنے زندہ پھل دیتی رہی ہے اور قیامت تک دیتی رہے گی۔ نیز ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق یہ قرآن اپنے الذکر ہونے کا ثبوت دیتا رہا ہے اور دیتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسی حقیقت کا اظہار فضائل قرآن از احادیث ایک موقع پر ان الفاظ میں فرمایا:

لَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ

"اسکے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے"۔ (جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب فضل القرآن)

نیز فرمایا: "قرآن کریم سے علماء کبھی سیر نہیں ہوں گے" (جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب فضل القرآن)

ایک اور موقع پر فرمایا:

"قرآنی آیات کے صرف ظاہری معنی پر ہی حصر نہیں ہے بلکہ اسکی ہر آیت کے پیچھے متعدد بطون ہیں اور ہر بطن آگے متعدد شاخیں رکھتا ہے" (طبرانی کبیر بحوالہ الجامع الصغیر للسیوطی جلد 1 صفحہ 91)

ایک موقع پر فرمایا:

"اپنی آنکھوں سے بھی عبادت میں حصہ لیا کرو۔ صحابہ نے عرض کی کہ یہ کیسے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھوں سے قرآن کو دیکھنا، اس میں غور کرنا اور اس کے عجائبات کو سمجھنا۔" (العظمۃ جلد 1 صفحہ 226 حدیث نمبر 12)

مطالعہ قرآن کا ایک حصہ قرآن کریم کی تاریخ سے واقفیت ہے۔ جس طرح ہمارے لئے دعا کے ساتھ قرآن کریم کے متن کو پڑھنا، غور کرنا، اور مضامین کو سمجھنے کی کوشش کرنا ضروری ہے اسی طرح قرآن کریم کی تاریخ سے واقفیت ضروری ہے۔ کیونکہ فی زمانہ بعض لوگوں نے اپنی اسلام دشمنی کا ایک پہلو یہ بھی اختیار کیا ہے کہ بنی نوع انسان کو قرآن کریم کی تاریخ اور اس کی ساخت کے حوالہ سے غلط باتیں بتا کر انکے دلوں کو اس نور سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء نے اس پہلو سے بھی غیروں کے ناپاک ارادوں اور منصوبوں کا قلع قمع کیا ہے۔ سو ضروری ہے کہ ہمیں اس لحاظ سے بھی علم ہو۔ اس حوالہ سے کچھ معلومات پیش ہیں:

1۔ قرآن کریم کے نزول کا مقصد

قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کے نزول کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ بنی نوع آدم کو صراط مستقیم پر قائم کیا جائے جس پر چل کر وہ اپنی تخلیق کے مقصد کو حاصل کر سکیں یعنی خدا تعالیٰ کا عبد بننا۔ قرآن کریم سے پہلے نازل ہونے والی جملہ کتب بھی اسی مقصد کے لئے نازل کی گئی تھیں لیکن وہ کتب مختص القوم اور مختص الزمان تھیں۔ یعنی ایک خاص قوم کے لئے اور ایک خاص زمانہ کے لئے تھیں۔ جبکہ قرآن کریم کے نازل کرنے سے خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی ایک ایسی جامع کتاب سے کرے جو تمام زمانوں کے لوگوں اور تمام استعدادوں کی تربیت کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے قیامت تک آنے والوں تمام زمانوں اور تمام لوگوں کے لئے ایک کامل، مکمل اور جامع شریعت "القرآن الکریم" نازل فرمایا۔

2۔ قرآن کریم کا نام اور اسمیں مضمر مضامین

اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری اور مکمل شرعی کتاب کا نام "القرآن" رکھا ہے۔ گو اسے الفرقان ، الذکر ، الکتاب اور دیگر اسماء سے بھی یاد کیا جاتا ہے تاہم بنیادی اور معروف نام یہی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ نے 68 مرتبہ اپنے اس کلام کا نام "القرآن" بیان کیا ہے۔

قرآن کا لفظ قَرَأَ یَقْرَأُ سے نکلا ہے۔ اسکے بنیادی لغوی معنی "جمع کرنا اور اکٹھا کرنا" ہیں۔ جب اس لفظ کے مختلف استعمالات کلام عرب میں دیکھیں تو ہمارے سامنے اس لفظ کے تین معانی آتے ہیں:

1۔ مختلف اور متفرق چیزوں کے سمیٹنے اور ملانے کے فعل کو قَرَأَ کہتے ہیں۔

قرآن کریم میں ہی خدا تعالیٰ نے یہ پیش گوئی کی ہے کہ اسے جمع کیا جائے گا اور ایک مجتمع کتاب کی صورت میں پڑھا جائے گا اس لئے اس قرآن کریم کا نام خدا تعالیٰ نے قرآن رکھا ہے۔

نیز قرآن کریم چونکہ سورتوں کو جمع کرتا ہے اور انہیں ایک دوسرے سے ملاتا ہے اس لئے اسے قرآن کا نام دیا گیا ہے۔

2۔ قَرَأَ کے دوسرے معنے پڑھنے کے ہیں۔ حروف اور کلمات کو جب ملایا جائے اور جمع کیا جائے تو پڑھنے کا عمل وجود میں آتا ہے۔ ایک حرف کا دوسرے حرف کے ساتھ ملا کر تلفظ کیا جائے تو اس کو قِرَاءَۃ کہتے ہیں۔

نیز عربی زبان میں کبھی مصدر کو اسم مفعول کے معنوں میں بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔ کلام الٰہی کو "قرآن" اس پہلو سے بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بہت پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ گویا قرآن کریم کے نام میں ہی یہ پیشگوئی تھی کہ یہ کتاب کثرت سے پڑھی جائے گی۔ عملاً ایسا ہی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹینیکا میں اسے The most widely read Book کہا گیا ہے،

آج دنیا میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ یاد نہ ہو اور وہ اسے نہ پڑھتا ہو۔ نیز قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی حفاظ پیدا ہوئے اور آج قرآن کریم کے حفاظ لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

جبکہ تحریری طور پر تلاوت کے مضمون کو واضح کرنے کے لئے قرآن کریم نے اپنا نام ''الکتاب'' بتایا ہے۔ یعنی قرآن کریم نہ صرف آغاز ہی سے لکھا جائے گا بلکہ ایک کتابی شکل میں وجود پائے گا اور کتاب کی شکل میں اسکی تلاوت کی جائے گی۔

3۔ قَرَأَ کے ایک معنی اعلان کرنے یا پیغام دینے کے بھی ہیں۔ کیونکہ پڑھ کر سنانے میں کسی بات کو آگے پہنچانے یا پیغام کا مضمون پایا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں یہ لفظ پیغام پہنچانے کے معنوں میں آیا ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کو بتایا کہ جبرائیل تجھے سلام کہتا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں: یُقْرِئُکَ السَّلَامَ یعنی وہ تجھے سلام بھجواتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب فضل عائشہ ؓ)

چونکہ قرآن کریم حق اور سچائی کی فتح اور باطل معبودوں کی نامرادی کا اعلان کرتی ہے اس لئے اسے قرآن کا نام دیا گیا ہے۔ نیز اس میں یہ مضمون بھی مذکور ہے کہ یہ کتاب یہ پیغام قیامت تک دے گی۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود ؑ فرماتے ہیں:

''میں نے قران کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہوگی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اُس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔

فرقان کے بھی یہی معنی ہیں یعنی یہی ایک کتاب حق وباطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی۔۔۔۔۔۔۔ اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔۔۔۔۔۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں۔'' (تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت 264)

3۔ نزول قرآن کی ابتداء اور اختتام

قرآن کریم کا نزول رمضان المبارک میں غارِحرا میں شروع ہوا جہاں آنحضرت ﷺ اپنی عبادت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور قرآن وحی کے نزول کا اختتام حجۃ الوداع کے موقع پر سورۃ المائدہ کی آیت 4 کے اعلان سے ہوا کہ

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الرسلام دینا (سورۃ المائدہ : 4)

اس اعلان سے بنی نوع انسان کو آخری اور کامل ہدایت قرآن کریم کی صورت میں مل گئی جو قیامت تک نافذ العمل ہے۔

4۔قرآن کریم کا اجمالی خاکہ

1	سورتوں کی تعداد	114
2	آیات کی تعداد	6616 (حضرت ابن عباسؓ)
3	کلمات (الفاظ) کی تعداد	86430
4	حروف کی تعداد	323671 (حضرت ابن عباسؓ)
5	رکوع کی تعداد	548
6	احزاب (منازل) کی تعداد	7
7	اجزاء (پاروں) کی تعداد	30
8	سجود القرآن	14+1
9	زمانہ نزول	22 سال،5ماہ،14 دن
10	ادوارِ نزول	مکی و مدنی
11	پہلی وحی	سورۃ العلق کی ابتدائی آیات اقرء باسم ربک الذی خلق.................علم بالقلم
12	آخری وحی	(اکثر اور مستند روایات کے مطابق) سورۃ البقرۃ آیت نمبر 282 واتقوا یوما ترجعون فیه الی اللّٰه .... (جبکہ بعض دیگر روایات کے مطابق) سورۃ المائدۃ‘ آیت 5 الیوم اکملت لکم دینکم
13	قرآن کریم کا درمیانی حرف	حروف کی گنتی کے اعتبار سے قرآن مجید کا نصف سورۃ الکھف آیت نمبر 20 کے لفظ وَلْيَتَلَطَّفْ کے فاء پر ہوتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ترجمہ قرآن میں باعتبار عددِ حروف‘ وَلْيَتَلَطَّفْ میں تاء نصف اول میں ہے اور لام ثانی نصف آخر میں ہے
14	سب سے پہلی سورۃ (بلحاظ نزول)	سورۃ العلق

15	سب سے آخری سورۃ (بلحاظ نزول)	سورۃ النصر
16	طویل ترین اور سورۃ	الفاظ کی تعداد کے اعتبار سے طویل ترین سورۃ، سورۃ البقرۃ
17	مختصر ترین سورۃ	الفاظ کی تعداد کے اعتبار سے مختصر ترین سورہ، سورۃ الکوثر
18	طویل ترین آیت	الفاظ کی تعداد کے اعتبار سے طویل ترین آیت سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 283 اسے آیتِ دَیْن (قرضہ کے احکام والی آیت) کہتے ہیں
19	مختصر ترین آیت	حروف مقطعات کو چھوڑ کر وَالْفَجْر اور وَالْعَصْر وغیرہ
20	طویل ترین کلمہ (لفظ)	سورۃ الحجر آیت نمبر 23 کا لفظ أَسْقَيْنَاكُمُوْهُ (اس کے دس حروف ہیں)

تسمیہ: قرآن مجید کی ہر سورت سے قبل بسم اللہ آئی ہے ماسوائے سورۃ توبۃ کے جبکہ سورۃ نمل میں بسم اللہ دو مرتبہ آئی ہے۔ اس طرح قرآن کریم کی 114 سورتوں کی تعداد کے مطابق بسم اللہ بھی 114 دفعہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ سورۃ توبۃ کی ابتداء میں بسم اللہ نہ لکھے جانے کی وجہ علماء دین کے نزدیک یہ ہے کہ دراصل یہ اپنے سے ماقبل سورۃ، سورۃ الانفال کا ہی حصہ ان معنوں ہے کہ گویا یہ دونوں سورتیں ایک تصویر کے دو رُخ ہیں۔

تعوذ یا استعاذۃ: قرآن کریم کی تلاوت کے وقت تعوذ پڑھنے کا حکم ہے۔ قرآن کریم میں ہے: فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (النحل: 95)۔

5۔ آنحضور ﷺ کے وصال کے وقت قرآن کریم

1	سورۃ فاتحہ کے بعد 113 مترتب سورتیں، سورۃ البقرۃ سے سورۃ الناس تک تھیں۔
2	آیات کی نشاندہی خود آنحضرت ﷺ نے فرمائی۔
3	سات منازل میں قرآن مجید منقسم تھا۔
4	سورتوں اور آیات کی تقسیم اور حد بندی الہام الٰہی سے ہوئی۔
5	اجزاء (پاروں) اور رکوع کی تقسیم صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات کی روشنی میں کی اور امت نے اسے قبول کیا۔
6	ایک جلد کی صورت میں قرآن کریم اکھٹا نہ تھا بلکہ مختلف اوراق میں بترتیب تحریر شدہ تھا، ورق چاہے کھال کا ہو یا کسی اور چیز کا۔

سورۃ فاتحہ کو بموجب آیت قرآنی انا اعطینٰک سبعا من المثانی و القرآن العظیم' منازل میں سے الگ کیا گیا اور بعد از اں سیپاروں میں بھی الگ رکھا گیا۔	7

6۔عہدِ خلافتِ راشدہ میں اشاعت قرآن

قرآن کریم کی ترتیب اور جمع کا حقیقی کام آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی مکمل ہو گیا تھا۔خلافتِ اولیٰ میں حضرت زید بن ثابتؓ انصاری کو حضرت ابوبکرؓ خلیفہ راشد اول کے ارشاد اور ان کی نگرانی میں قرآن مجید کو "بین الدفتین" ایک مصحف یعنی جلد یا کتاب کی صورت میں اکٹھا کر کے لکھنے کی توفیق ملی۔تا کہ آنحضرت ﷺ کے مرتب کردہ قرآن کی ایک مستند اور یکجائی کاپی ضبط میں آجائے۔نیز روایات سے پتہ لگتا ہے کہ پھر اسی مصحف سے بعد میں حضرت عثمان خلیفہ راشد ثالثؓ نے متعدد مصدقہ نقلیں تیار کرا کے انہیں اس وقت کی اسلامی دنیا کے مختلف علاقوں میں بھجوا دیا۔پھر انہیں مصدقہ نقول سے آگے مزید اشاعت ہوتی گئی۔(بخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع قرآن وفتح الباری جلد9 صفحہ 17، 18)

7۔جماعت احمدیہ اور خدمتِ قرآن

حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا:۔

"مَا اَنَا اِلَّا کَالْقُرْاٰنِ وَ سَیَظْھَرُ عَلٰی یَدَیَّ مَا ظَھَرَ مِنَ الْفُرْقَانِ"

"میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ قرآن سے ظاہر ہوا۔"

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۶۷۲)

آپؑ فرماتے ہیں:

"خدا نے مجھے علوم قرآنی عطا کئے ہیں۔اور میرا نام اول المؤمنین رکھا۔اور مجھے سمندر کی طرح معارف وحقائق سے بھر دیا اور مجھے بار بار الہام دیا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی معرفت الٰہی اور کوئی محبت الٰہی تیری محبت کے برابر نہیں۔پس بخدا میں کشتی کے میدان میں کھڑا ہوں۔جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا "عنقریب وہ مرنے کے بعد شرمندہ ہوگا" اور اب حجۃ اللہ کے نیچے ہے۔اے عزیز کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا لیاقت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔"(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد۱۳ صفحہ ۵۰۲)

جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے مطابق قرآن کریم کی جو خدمت کی ہے اس کا ذکر کرنا اور انکی تفصیل بیان کرنا ایک الگ مضمون کا متقاضی ہے۔ ذیل میں فی الوقت جماعت احمدیہ کی طرف سے کئے جانے تراجم قرآن کی صرف فہرست پیش ہے:

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے کئے گئے تراجم قرآن کریم (اردو زبان کے علاوہ)

حضورِ انور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2007ء کے دوسرے دن کے خطاب میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کئے جانے والے تراجم قرآن کے حوالہ سے فرمایا:

’’شعبہ تصنیف کے تحت دورانِ سال برکینا فاسو کی زبان مورے میں قرآن کریم کا ترجمہ اللہ تعالیٰ نے چھپوانے کی توفیق دی ہے۔ اسی طرح گیمبیا کی تین زبانوں میں بھی قرآن کریم چھپ گیا ہے۔ اس طرح قرآن کریم کے تراجم کی کل تعداد 64 ہوگئی ہے۔ مورے زبان میں یہ سب سے پہلا ترجمہ قرآن ہے۔ اس ترجمہ کو مکمل ہونے
میں 12,10 سال کا عرصہ لگا ہے۔ انڈونیشیا کی زبان میں پہلے دس پاروں کا ترجمہ اور تھائی لینڈ کی زبان میں پہلے 20 پاروں کا ترجمہ دو جلدوں میں چھپ چکا ہے۔ میانمار کی زبان برمی میں پہلے دس پاروں کا ترجمہ پہلی جلد کے طور پر چھپ چکا ہے۔ اس کے علاوہ اٹھارہ زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ طباعت کے لئے تیار ہے، مختلف مراحل سے گزر رہا ہے، بعض پر نظر ثانی کی جارہی ہے۔ علاوہ ازیں 11 تراجم قرآن زیرِ تکمیل ہیں۔ دورانِ سال روسی ترجمہ بھی ازسرِ نو چھپوایا گیا۔‘‘ (جلسہ سالانہ برطانیہ 2007ء، دوسرے دن کا خطاب، ماہنامہ مصباح، ستمبر 2007ء)

خلافت جوبلی کے بابرکت سال میں بھی جماعت احمدیہ عالمگیر کو اس خدمت کی توفیق ملی اور 4 نئی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کیا گیا۔ ان کا باضابطہ اعلان حضورِ انور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2008ء کے دوسرے دن کے خطاب میں فرمایا۔ اس خطاب کی رپورٹ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل میں مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ یو۔کے اس حوالہ سے تحریر کرتے ہیں:

’’تراجم قرآن کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس سال چار نئی زبانوں میں تراجم قرآن شائع کرنے کی توفیق ملی۔ اس طرح اب کل تعداد 68 ہوگئی ہے۔ اس علاوہ نیوزی لینڈ کی ماؤرے زبان میں پہلے 15 کا ترجمہ شائع ہوا ہے۔ جن چار نئی زبانوں میں تراجم ہوئے انمیں بوزنین، قرغیز، تھائی اور مالاگاسی شامل ہیں۔‘‘ (رپورٹ جلسہ سالانہ برطانیہ 2008ء۔ الفضل انٹرنیشنل 12 ستمبر تا 18 ستمبر 2008ء صفحہ 2)

امسال جماعتِ احمدیہ کو ایک مزید زبان میں ترجمہ قرآن شائع کرنے کی توفیق ملی جس کا ذکر حضورِ انور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2009ء کے دوسرے دن کے خطاب میں فرمایا۔ اس خطاب کی رپورٹ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل میں مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب مبلغ سلسلہ یو۔کے اس حوالہ سے تحریر کرتے ہیں:

’’’’تراجمِ قرآن کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ امسال ایک اور زبان میں ترجمہ قرآن شائع کرنے کی توفیق ملی جو کہ گھانا کی اشانتی زبان ہے۔ اور اس طرح بفضلہٖ تعالیٰ اب تراجم قرآن کی تعداد 69 ہوگئی ہے۔‘‘ (رپورٹ جلسہ سالانہ برطانیہ 2009ء۔ الفضل انٹرنیشنل 28 اگست تا 3 ستمبر 2009ء صفحہ 13)

ذیل میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے کئے گئے تراجم قرآن کی فہرست (اردو زبان کے علاوہ) پیش ہے:

	English(5Volume Commentry)	First part was published in 1947
1	Dutch	1947
2	Kiswahili	1953
3	German	1953
4	English (Hazrat Mulavi Shar Ali ra)	1955
5	Urdu (Tafseere Sagheer)	1957
6	Danish	1967
7	English (Malik Ghulam Farid)	1969
8	Indonesian	1970
9	Yoruba	1976
10	Gurumukhi	1983
11	Luganda	1984
12	French	1985
13	Italian	1986
14	Fijian	1987
15	Hindi	1987
16	Russian	1987
17	Japanese	
18	Kikuyu	1988
19	Korean	1988
20	Portuguese	1988
21	Spanish	1988

22	Swedish	1988
23	Greek	1989
24	Malay	1989
25	Oriya	1989
26	Persian	1989
27	Punjabi	1989
28	Tamil	1989
29	Vietnamese	1989
30	Albanian	1990
31	Assamese	1990
32	Bengali	1990
33	Chinese	1990
34	Czech	1990
35	Gujrati	1990
36	Jgbo	1990
37	Meude	1990
38	Pashtu	1990
39	Polish	1990
40	Saraeiki	1990
41	Turkish	1990
42	Tuvaluan	1990
43	Bulgarian	1991
44	Malayalam	1991

45	Manipuri	1991
46	Sindhi	1991
47	Tagalog	1991
48	Telugu	1991
49	Hausa	1992
50	Marathi	1992
51	Norwegian	1996
52	Kashmiri	1998
53	Sundanese	1998
	Thai Vol 1 (Part 1 to 10)	1999
	Javanese Vol 1 (Part 1 to 10)	2000
	Urdu Translation by Khalifa tul Massieh IV	2000
54	Nepali	2001
55	Jula	2002
56	Kikamba	2002
57	Catalan	2003
	Myanmar (Vol 1 Part 1 to 10)	2003
58	Creoie	2004
59	Kanada	2004
60	Uzbek	2005
	Thai Vol 2 (Part 11 to 20)	2006
61	Moare	2006

62	Fula	2007
63	Mandinka	2007
64	Wolof	2007
65	Bosnian	2008
66	Thai	2008
67	Malagasy	2008
68	Kyrgyzian	2008
	Maori Part 1 (First 15 Parts)	2008
69	Ashanti (Ghana)	2009

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کو سمجھنے، اسکے احکام پر عمل کرنے اور تمام دنیا تک اس حسین اور خوبصورت ترین تعلیم کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور جماعت کی خدمات کو قبول فرمائے اور بابرکت فرمائے۔

☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو۔ سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کئے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اُتروں اور اسلام کی رُوحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ مَیں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو..........اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اِن دُرخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے۔ اس سے ان کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے مُنَزَّہ و مُقَدَّس کرے۔“ **(ملفوظات جلد 1 صفحہ 38 مطبوعہ ربوہ)**

بڑے نصیب ہیں یہ جرم کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے اس کو جو دیکھیں تو مر کے دیکھتے ہیں
وہ کوئی بت ہے جسے آنکھ بھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے موسیٰ کے ہوش و حواس جاتے رہے
وہی ہیں اہل نظر جو ٹھہر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے ایسے میں کوئی فلک سے آتا ہے
فساد دنیا میں جب بحر و بر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے چمکا ہے ایسے وہ چودھویں کا چاند
ستارے چاند کو اب بن سنور کے دیکھتے ہیں

سنا ہے کلمہ پڑھیں تو سزا ہے تین برس
بڑے نصیب ہیں یہ جرم کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے قابل تعزیر ہے سلام دعا
دعائیں دیتے ہیں اور جیل بھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے مانگتے ہیں مر کے مانگنے والے
دعا میں موت ہے لازم تو مر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے تیغ سے تیکھا وہ پلصراط بھی ہے
ہے ساتھ مرشد کامل گزر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے انکو فرشتے اٹھانے دوڑتے ہیں
گرا کے آنسو کہیں چشم تر کے دیکھتے ہیں

ابنِ آدم

نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم 2009ء

مجلس انصاراللہ پاکستان

قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیرِ اہتمام امتحان سہ ماہی دوم 2009ء میں پاکستان بھر سے 860 مجالس کے 13052 انصار نے شمولیت کی۔ الحمد اللہ علی ذالک۔ 241 انصار نے یہ امتحان نمایاں کامیاب **"خصوصی گریڈ اے"** میں پاس کیا۔

اوّل:	**مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر**	**دارالصدر شمالی انوار۔ ربوہ**
دوم:	**1- مکرم ڈاکٹر منصور احمد**	**جوہر ٹاؤن۔ لاہور**
	2- مکرم عبدالرشید ساٹری	**عزیز آباد۔ کراچی**
سوم:	**1- مکرم عظمت حسین شہزاد**	**فضل عمر۔ فیصل آباد**
	2- مکرم مجید احمد بشیر	**ڈیفنس۔ لاہور**
	3- مکرم مبارک احمد شاد	**دارالصدر شرقی الف۔ ربوہ**

اگلی دس پوزیشنز حاصل کرنے والے انصار:

مکرم شعیب احمد ہاشمی (گلشن اقبال غربی۔ کراچی) مکرم اعجاز احمد محمود (دارالسلام۔ لاہور) مکرم سردار علی (شالامار ٹاؤن) مکرم چوہدری اقبال حسین (انور۔ راولپنڈی) مکرم ابوالمنیر قریشی محمد کریم (شالامار ٹاؤن۔ لاہور) مکرم شیخ مامون احمد (بیت الاحد۔ لاہور) مکرم بشارت احمد طاہر (کھاریاں۔ گجرات) مکرم میجر منیر احمد فرخ (حیدرآباد شہر) مکرم طاہر احمد محمود (دارالفتوح غربی۔ ربوہ) مکرم رحمت علی ظہور (شالامار ٹاؤن۔ لاہور)

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار:

ضلع لاہور:

مکرم چوہدری ارشاد احمد ورک، مکرم محمد منشاء (گلشن راوی) مکرم میاں خالد احسان، مکرم انجینئر عبدالسلام ارشد، مکرم صوبیدار جاوید اقبال (چھاؤنی) مکرم خالد مسعود بابر، مکرم ڈاکٹر رمضان محمد زاہد، مکرم نور الٰہی بشیر، مکرم بشیر احمد، مکرم چوہدری محمد لطیف انور، مکرم عبدالقیوم، مکرم ڈاکٹر فضل احمد ناصر، مکرم محمد سرور ظفر (مغلپورہ) مکرم محمد ارشاد

(بیت التوحید) مکرم عبد القدیر خان، مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ (فیکٹری ایریا شاہدرہ) مکرم رانا نفیس الرحمٰن نعیم، مکرم رانا فضل الرحمٰن نعیم، مکرم چوہدری نصیر احمد شاہد، مکرم عبد العلی اعظم قریشی (گرین ٹاؤن) مکرم محمد قاسم بٹ (نشاط کالونی) مکرم منور احمد ڈار، مکرم ظفر اقبال ہاشمی، مکرم شمیم احمد محمود، مکرم مبارک احمد شاہد (جوہر ٹاؤن) مکرم محمود احمد قریشی، مکرم سید نوید احمد بخاری (سمن آباد) مکرم بشارت احمد وڑائچ، مکرم محمد شعیب نیر، مکرم سیّد منصور احمد، مکرم قاضی محمد بشیر، مکرم میاں مجید الرحمٰن حمید (فیصل ٹاؤن) مکرم عباد علی، مکرم محمد نصر اللہ خان (بھاٹی گیٹ) مکرم ظہور احمد پال (رچنا ٹاؤن) مکرم ماسٹر بشیر احمد (سلطانپورہ) مکرم مرزا مبشر احمد، مکرم چوہدری محمد اسحٰق (بیت الاحد) مکرم رانا نصیر محمد خان (رائے ونڈ)

ضلع کراچی:

مکرم منصور احمد لکھنوی (گلشن اقبال شرقی) مکرم خواجہ محمد اقبال ٹانک، مکرم سیّد مبارک احمد (تیموریہ) مکرم ریاض احمد شاہ، مکرم محمد سرور، مکرم صوفی محمد اکرم، مکرم طارق محمود بھٹی (رفاہِ عام) مکرم رشید احمد، مکرم محمد نسیم تبسم، مکرم لطف الرحمٰن طاہر، مکرم منور احمد بھٹی (صدر) مکرم محمد عثمان خان (ڈیفنس) مکرم عبد القدوس (گلشن سرسید) مکرم اقبال حیدر یوسفی، مکرم ریاض احمد ناصر، مکرم فضل عمر محمود، مکرم سعید احمد (گلشن جامی) مکرم آصف محمود کاہلوں، مکرم ناصر احمد طاہر، مکرم ھبۃ اللہ کاہلوں (محمود آباد) مکرم شاہد احمد مقصود، مکرم ماسٹر محمود احمد، مکرم لطف المنان علوی، مکرم منور احمد ابڑو (بلدیہ ٹاؤن) مکرم بشیر احمد شاہد (گلشن حدید) مکرم وسیم احمد طارق، مکرم ایاز صدیق (گلشن عمیر) مکرم مرزا تنویر احمد (مارٹن روڈ) مکرم چوہدری بشیر الدین محمود، مکرم سفیر الدین بھٹی، مکرم محمد رفیق، مکرم فضل الٰہی شاہد، مکرم محمد یونس (ڈرگ روڈ) مکرم صبغت اللہ خان، مکرم محمد نذیر، مکرم محمد اسمٰعیل (کورنگی) مکرم مجیب احمد ناصر، مکرم چوہدری ناصر احمد گوندل، مکرم عبد المجید ناصر، مکرم حفیظ احمد شاکر (انور) مکرم مرزا بشیر الدین محمود، مکرم ڈاکٹر شوکت علی، مکرم چوہدری نعیم احمد گوندل (اورنگی ٹاؤن) مکرم ذکاء اللہ ڈھڈی (ڈرگ کالونی) مکرم مبشر احمد، مکرم شفیق احمد شاہد، مکرم زبیر احمد خان (نارتھ) مکرم ڈاکٹر منور احمد (گلزار ہجری) مکرم طاہر احمد محمود (ماڈل کالونی) مکرم محمد اشرف (گلشن اقبال غربی)

ربوہ:

مکرم منور احمد تنویر، مکرم میاں عبد الغفور طور (دار الصدر شرقی طاہر) مکرم نثار احمد طاہر (دار الصدر شمالی انوار) مکرم بشارت احمد چیمہ (دار الصدر شرقی الف) مکرم ملک اللہ بخش، مکرم سید حنیف احمد (کوارٹرز تحریک جدید) مکرم شاہ محمد حامد گوندل، مکرم ڈاکٹر محمد رشید، مکرم خدا بخش ناصر (طاہر آباد جنوبی) مکرم ناصر احمد بھٹی، مکرم مبشر احمد تسنیم، مکرم رشید احمد ننگلی (دار العلوم شرقی مسرور) مکرم محمد رمضان (دار الفتوح شرقی) مکرم مشتاق احمد (دار الیمن غربی سعادت) مکرم ولی محمد، مکرم ناصر احمد طاہر (دار العلوم شرقی نور) مکرم رفیق اللہ خان، مکرم ناصر احمد بلوچ، مکرم محمد صدیق خان (دار العلوم وسطی) مکرم حبیب احمد،

مکرم ظفر اللہ، مکرم رشید احمد (دارالعلوم جنوبی احد) مکرم سید جماعت علی شاہ (دارالعلوم غربی خلیل) مکرم محمد رئیس طاہر (دارالنصر وسطی) مکرم ماسٹر عبدالسمیع، مکرم دبیر احمد قریشی، مکرم عبدالمنان، مکرم محمد افضل انور، مکرم محمد زاہد، مکرم امیر علی، مکرم رشید احمد کلو، مکرم ظہیر انور فاروقی، مکرم مرزا ظفر احمد، مکرم قاسم محمود بھٹی، مکرم غلام احمد گھمن، مکرم مرزا محمد فاروق (دارالفتوح غربی) مکرم طارق سعید (دارالنصر غربی حبیب) مکرم مظفر احمد، مکرم حبیب اللہ شاد (دارالنصر شرقی محمود) مکرم صدیق احمد (دارالفضل غربی فضل) مکرم مرزا عبدالرشید (دارالعلوم غربی صادق) مکرم محمد ارشد قریشی، مکرم خواجہ عبدالغفار (دارالرحمت وسطی) مکرم صدیق احمد، مکرم خلیل احمد (طاہر آباد شرقی) مکرم عبدالسمیع خان، مکرم عبدالرشید منگلا (دارالرحمت شرقی بشیر) مکرم صدیق احمد منور (فیکٹری ایریا احمد) مکرم عبدالسبوح بٹ (ناصر آباد جنوبی) مکرم تنویر الدین صابر، مکرم لعل الدین صدیقی، مکرم حکیم محمد نسیم (دارالنصر غربی اقبال) مکرم چوہدری صابر حسین (دارالصدر شمالی ھدیٰ) مکرم بشارت احمد قمر (دالنصر شرقی حبیب) مکرم مبارک احمد نجیب (بیوت الحمد)

ضلع فیصل آباد:

مکرم اقبال مصطفیٰ، مکرم نعیم احمد طاہر، مکرم ملک عبدالحکیم (دارالذکر) مکرم خالد پرویز بٹ، مکرم محمد اصغر عتیق، مکرم ہومیو ڈاکٹر بشیر حسین تنویر، مکرم محمد حنیف ڈوگر، مکرم جلال الدین اکبر (دارالحمد) مکرم مولود احمد خالد (فضل عمر) مکرم میاں عبدالحفیظ (108 ج ب تلونڈی) مکرم صوبیدار خوشی محمد (69 رب گھسیٹ پورہ)

ضلع راولپنڈی:

مکرم کیپٹن (ر) چوہدری علم الدین مشاق (پشاور روڈ) مکرم سعید احمد، مکرم مبارک انور ندیم، مکرم صادق مجید اللہ، مکرم منور احمد خالد، مکرم توقیر احمد ملک، مکرم منور احمد ملک، مکرم تصدق حسین، مکرم وسیم احمد شاکر، مکرم مرزا رفیق احمد، مکرم شیخ رفیق احمد ظفر، مکرم میجر (ر) عظمت جاوید ملک (واہ کینٹ)

ضلع اسلام آباد:

مکرم خواجہ منظور صادق، مکرم مرزا توقیر یٰسین (اسلام آباد شمالی) مکرم ایم ۔اے۔ لطیف شاہد (اسلام آباد وسطی) مکرم چوہدری مبارک علی حسنات، مکرم سید منصور احمد شاہ (اسلام آباد جنوبی)

ضلع بہاولنگر:

مکرم نذیر احمد خادم (184/7-R) مکرم یوسف علی خاور، مکرم ڈاکٹر محمد سلیم (327/HR) مکرم خالد محمود باجوہ، مکرم محمد یٰسین (ہارون آباد) مکرم سعید احمد، مکرم مقبول احمد چوہدری (بہاولنگر شہر) مکرم نذیر احمد (206 چک)

ضلع سرگودھا:

مکرم رانا ناصر احمد، مکرم ملک عبدالسلام، مکرم چوہدری شریف احمد ورک (سرگودھا شہر)

دُنیا کے ہر احمدی کو چاہیئے کہ

پاکستان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کو ناکام بنادے

''لوگ تو اس ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن آپ ان کوششوں کی راہ میں روک بن جائیں اور حُب الوطنی کے گیت گائیں اور ساری قوم کو سمجھائیں ....

حُب الوطنی کے جذبہ کو زخمی نہ ہونے دو۔اس لئے جماعت احمدیہ کو یہ جہاد بھی کرنا چاہیئے کہ پاکستان میں حُب الوطنی کے احساس کو نمایاں کیا جائے اور بیدار کیا جائے اور ہر قسم کے ایسے خیالات جو پاکستان کو کسی طرح نقصان پہنچا سکتے ہیں ان کے خلاف کوشش کرنا بھی جماعت احمدیہ کا کام ہے..........

میں دعا کرتا ہوں کے خدا تعالیٰ پاکستان کو ہمیشہ سلامت رکھے کیونکہ یہ ملک دین کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور اس لحاظ سے یہ واحد ملک ہے۔اس لئے اگر اس مقدس نام سے پیار اور محبت ہے تو پھر دنیا کے ہر احمدی کو چاہیئے کہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کی ہر کوشش کو ناکام بنادے۔''

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۸۶ء)

MONTHLY **ANSARULLAH** September 2009
Regd. # CPL-8/MDFD
EDITOR: NASEER AHMAD ANJUM
Ph: (047)-6212982Fax: (047)-6214631(C.Nagar 35460) E-mail:ansarullahpakistan@gmail.com

شکرگزاری کے جذبات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز فرماتے ہیں:

’’پس ان نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے شکرگزاری میں بڑھتے ہوئے ہر احمدی کو دعاؤں کی طرف بہت توجہ دینی چاہیئے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر شکرگزاری کے جذبات پیدا نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ کا فضل اس کے حضور جھکے رہنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے اس کے حضور جھکتے ہوئے یہ دعائیں مانگنے کی طرف ہر احمدی کو توجہ کرنی چاہیئے کہ اللہ نے مجھے تقویٰ اور پرہیزگاری میں بڑھا، تاکہ میں تیرا حقیقی عبادت گزار بن جاؤں اور ہمیشہ تیرے فضلوں اور انعاموں کا وارث ٹھہروں.......

اے اللہ! میرے دل میں دوسروں کے لئے وہی جذبات پیدا کر جن کی میں اپنے لئے دوسروں سے توقع رکھتا ہوں تاکہ حقیقت میں ان لوگوں میں شمار کیا جاؤں، جو تیرے مومن بندے ہیں۔ اے اللہ مجھے ہمیشہ اپنے ہمسایوں پڑوسیوں سے حسن سلوک کی توفیق عطا فرما، تاکہ اس عمل سے تیری رضا کو حاصل کرتے ہوئے حقیقی (.........) بن سکوں اے اللہ! میرے دل و دماغ میں حکمت اور دانائی کی باتیں پیدا کر، مجھے اپنا عرفان عطا فرما، میرے دل کو مردہ ہونے سے بچا اور پھر مجھے اس بات کی بھی توفیق عطا فرما کہ یہ باتیں مجھے تیرا شکرگزار بندہ بننے میں اور زیادہ بڑھانے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 390)